ایمانِ ابوطالب
مصنف: اعلیحضرت امام اہلسنت
الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

ایمانِ ابوطالب
از: اعلیٰحضرت امام اہلسنت
الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ۔

کلکِ رضاؔ ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعداؔ سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

تصنیف

مجدد المائۃ الحاضرہ حامی سنن ماحی فتن حضرت مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب
قادری برکاتی بریلوی دام فیضہم القوی

بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
فون: ۳۷۰۲۲۹۶

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۸۲

نام کتاب ــــــــــ

مصنف ــــــــــ اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر ــــــــــ رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سن اشاعت ــــــــــ ۱۴۱۸ھ سنہ ۱۹۹۸ء

طباعت ــــــــــ رضا آفسٹ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم اہلِ سنّت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنّت سُست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہو گیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولینا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب؛ مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علّامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علّامہ مفتی عبد المنان صاحب مُبارکپوری، حضرت علّامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علّامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علّامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دُعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مُفتیٔ اعظم
محمد سعید نوری
بانی و سکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ ہجری

فہرست

مسئلہ از بدایوں ۱۲۹۴ھ بعبارت سوال وثانیا بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور قریب مسجد کانچ مرسلہ جماعت اہل سنّت ساکنانان احمد آباد - ٦ جمادی الاولیٰ ۱۳۱٦ ہجری

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ زید ابو طالب کو کافر اور ابُولہب و ابلیس کا مماثل کہتا ہے اور عمرو بدین دلائل اِس سے انکار کرتا ہے کہ اُنھوں نے جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت و نصرت وحمایت ومحبّت بدرجۂ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد لکھے حضور نے ان کے لیے استغفار فرمائی اور جامع الاصول میں ہے کہ اہل بیت کے نزدیک وُہ مسلمان مرے شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعادۃ میں فرمایا "کم از آن نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند وحرفِ نگہدارند"۔ اور مواہب لدنیہ میں ایک وصیت نامہ اُن کا بنام قریش منقول جو حرفاً حرفاً اُن کے اسلام پر شاہد اِن دونوں میں کون حق پر ہے اور ابو طالب کو مثل ابولہب و ابلیس سمجھنا کیسا اور اُن کے کفر میں کوئی حدیث صحیح وارد ہوئی یا نہیں بر تقدیر ثانی اُنھیں ضامن وکفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں بینوا بسند الکتاب توجروا من الملك الوھاب بیوم القیٰمۃ والحساب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم ربنا و لوجھك الحمد احق ما قال العبد وکلنا لك عبد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منك الجد لك الحمد علی ما ھدیت وعفوت وعافیت ومنحت و اولیت تبارکت و

حالیت سبحانک رب البیت مستجیرین بجمال وجهك الکریم من عذابك الالیم
شاهدین بان لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم انت العزیز الغالب لا یعجزك
هارب ولا یدرك مامنعت طالب ما علیك من واجب قدرت الاقدار ودورت الادوار و
نبت فی الاسفار ما انت کاتب یعمل عامل بعمل الجنان فیظن الظان من الانس و
الجان ان سید خلها وکان قد کان فیغلبه الکتاب فاذا هو خائب ویفعل فاعل
فعال النیران فیحسب الجیران ومن طلع علیه النیران ان سیوردها وکان
ندحان فیدرکه القدر فاذا هو تائب ارسلت خیر خلقك وسراج افقك محمدا
لمبعوث بیسرك ورفقك بشیرا ونذیرا وسراجا منیرا ملأ ضوؤه المشارق و
لمغارب وعم نوره الاباعد والاقارب وحرم بقرب حضرته من حضرة قربه
بوطالب فلك الحجة السامیة صل علی محمد صلاة نامیة وعلی اٰله وصحبه
واهله وحزبه صلاة ترضیك وترضیه وتحفظ المصلی عما یردیه وبارك وسلم
ابدا ابدا والحمد لله دائما سرمدا اٰمین اٰمین یا ارحم الراحمین -

الجواب اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سید المرسلین سید الاولین و الآخرین سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم الی یوم القرار کی حفظ وحمایت و کفالت ونصرت میں مصروف رہے اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمنِ جان ہوگیا تھا اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبوں سے مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑ دینا قبول کیا کوئی دقیقہ غمگساری وجاں نثاری کا نامرعی نہ رکھا اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اُن پر ایمان لانے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے بنی ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے نعت شریف میں قصائد ان سے منقول اور اُن میں براہِ فراست وہ امور ذکر کیے کہ اُس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے بعد بعثت شریف اُن کا ظہور ہوا یہ سب احوال مطالعہ احادیث ومراجعت کتب سیر سے ظاہر ایک شعر اُن کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی ہے

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

وہ گورے رنگ والے جن کے روئے روشن کے توسل سے مینہ برستا ہے یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد بن اسحٰق تابعی صاحبِ سیر و مغازی نے یہ قصیدہ بتمامہا نقل کیا جس میں ایک سو دس بیتیں مدح جلیل ولغت منیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ شرح صراط مستقیم میں اِس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں، دلالت دارد بر کمال محبّت ونہایت معرفت نبوت او انتہیٰ" مگر مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال واقوال اُن سے حالتِ اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ ظاہراً سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاعمام حضور افضل الانام علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ والسلام کہلائے جاتے تقدیرِ الٰہی نے بربنا اُس حکمت کے جسے وُہ جانے یا اُس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُنھیں گروہِ مسلمین وغلامان شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار صرف معرفت گو کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں دانستن وشناختن اور چیز ہے اور اذعان و گرویدن اور کم کافر تھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے حتیٰ کہ یہ امر اُن کے نزدیک کالعیان سے بھی زاید تھا معاینہ میں بصر غلطی بھی کرتی ہے اور یہاں کسی طرح کا شُبہہ واحتمال نہ تھا قال جل وعلا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وقال عز من قائل فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین و قال جل ذکرہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰىۃ والانجیل بعض کورچشم بدباطن وہابیۂ عصر کہ اِس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں حضور کا ذکرِ رسالت ہوتا تو ایمان کیوں نہ لاتے نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا اور رسول کی تکذیب اور یہود ونصارٰی کی حمایت وتصدیق کرنے والے ہیں اعوذ باللہ من وسواس الشیطٰن شرح عقاید نسفی میں ہے لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب نسبۃ الصدق الی الخبر والمخبر من غیر

الایمان وقبول بل ھو اذعان وقبول لذالك بحیث یقع علیہ اسم التسلیم علی ماصرح به الامام الغزالی اسی میں ہے بعض القدریة ذھب الی ان الایمان ھو المعرفة واطبق علماؤنا علی فسادہ لان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما کانوا یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم بعدم التصدیق ولان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وانما کان ینکر عناداً او استکبارا قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم محقق دوانی شرح عقاید عضدی میں فرماتے ہیں التلفظ بکلمتی الشھادتین مع القدرۃ علیہ شرط فمن اخل به فھو کافر مخلد فی النار ولا تنفعه المعرفة القلبیة من غیر اذعان وقبول فان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وکان انکارہ عنادا واستکبارا کما قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا۔ آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ متوافرہ متظافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دمِ واپسیں ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس میں کسی سُنی کو مجال دم زدن نہیں ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں۔

فصل اوّل

پ ۲۰ س القصص آیت ۵۶

آیات قرآنیہ آیت اولیٰ قال اللہ تبارک وتعالیٰ:

انك لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین ۵	اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے وہ خوب جانتا ہے جو راہ پانے والے ہیں

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیہ کریمہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

معالم التنزیل میں ہے: نزلت فی ابی طالب۔

جلالین میں ہے: نزل فی حرصه صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ ایمان عمه ابیطالب۔

مدارک التنزیل میں ہے: قال الزجاج اجمع المفسرون انھا نزلت فی ابیطالب۔

کشاف زمخشری وتفسیر کبیر میں ہے: قال الزجاج اجمع المسلمون انہا نزلت فی ابی طالب۔

امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں: اجمع المفسرون علیٰ انما نزلت فی ابی طالب وکذا نقل اجماعھم علیٰ ھٰذا الزجاج وغیرہ۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے: لقولہ تعالیٰ فی حقہ باتفاق المفسرین انک لا تھدی من احببت۔

حدیث اوّل صحیح حدیث میں اس آیہ کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا صاف انکار کیا اور کہا مجھے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہوگیا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا اس پر رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ اتاری یعنی اے حبیب! تم اس کا غم نہ کرو تم اپنا منصبِ تبلیغ ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں نورِ ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزّ وجل کے اختیار ہے اور اُسے خوب معلوم ہے کہ کِسے یہ دولت دے گا کِسے محروم رکھے گا۔

صحیح مسلم شریف کتاب الایمان وجامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ (زاد مسلم فی اخری عند الموت) قل لا الٰہ الا اللہ اشھد لک بھا یوم القیٰمۃ قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علیٰ ذٰلک الجزع لاقررت عینک فانزل اللہ عزوجل انک لا تھدی من احببت ولٰکن اللہ یھدی من یشاء۔

معالم ومدارک وبیضاوی وارشاد العقل السلیم وخازن وفتوحات الٰہیہ وغیرہا تفاسیر میں اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ثانیہ قال جل جلالہٗ:

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا

روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ وہ

اولی قربیٰ من بعدما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم۔ — اپنے قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکتی آگ میں جانے والے ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

تفسیر امام نسفی میں ہے: ھم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لیستغفر لابی طالب فنزل ما کان للنبی۔

جلالین میں ہے: نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ ابی طالب۔

امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: قال الواحدی سمعت ابا عثمان الخیری سمعت ابا الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحٰق الزجاج یقول فی ھٰذہ الآیۃ اجمع المفسرون انھا نزلت فی ابی طالب یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں بسند خود ابواسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اُتری۔

اقول ھٰکذا اثرہ ھٰھنا والمعروف من الزجاج قولہ ھٰذا فی الایۃ الاولیٰ کما سمعت والمذکور ھٰھنا فی المعالم وغیرھا ان الایۃ مختلف فی سبب نزولھا فلیراجع تفسیر الواحدی فلعلہ اراد اتفاق الاکثرین ولم یلق للخلاف بالاً لکونہ خلاف ما ثبت فی الصحیح۔

بیضاوی میں پہلا قول اس آیت کا نزول دربارہ ابی طالب لکھا۔

علامہ شہاب خفاجی اُس کی شرح عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں: ھو الصحیح فی سبب النزول یعنی یہی صحیح ہے اسی طرح اس کی تصحیح فتوح الغیب و ارشاد الساری میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے۔ کما سیاتی وھٰذہ التصحیحات ایضا ٰیۃ الخلاف کما لیس بخاف۔

حدیث دوم صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے: واللفظ لمحمد قال حدثنا محمود فذکر لبسندہ عن سعید بن المسیب عن ابیہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہما ان اباطالب لما حضرتہ الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وس
وعندہ ابوجہل فقال ای عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ احاج لک بہا عند اللہ فقا
ابوجہل وعبد اللہ بن امیۃ یا اباطالب ترغب عن ملۃ عبد المطلب فلم ی
یکلمانہ حتی قال اخر شیٔ کلمہم بہ علی ملۃ عبد المطلب (زاد البخاری فی الجنا
وتفسیر سورۃ القصص کمثل مسلم فی الایمان وابی ان یقول لا الہ الا اللہ) فقا
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنہ فنزلت ما کا
للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد م
تبین لہم انہم اصحب الجحیم ○ ونزلت انک لا تہدی من احببت۔ ا
حدیث جلیل سے واضح کہ ابو طالب نے وقتِ مرگ کلمہ طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابوجہ
لعین کے اغوا سے حضورِ اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا۔ حضو
رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزّوجلّ مج
منع نہ فرمائے گا میں تیرے لیے استغفار کروں گا مولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ نے یہ دونوں آیتی
اُتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابُوطالب کے لیے استغفار سے منع ک
اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں دوزخیوں کے لیے استغفار جائز نہیں۔ نسأل اللہ العف
والعافیۃ اما تزییف الزمخشری نزول الایۃ فیہ بان موت ابیطالب کان قب
الھجرۃ وھٰذا اٰخر ما نزل بالمدینہ اھ فمردود بما فی ارشاد الساری عن الطی
عن التقریب[۲۴] انہ یجوز ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یستغفر لاب
طالب الی حین نزولہا والتشدید مع الکفار انما ظہر فی ھذہ السورۃ اھ قا
اعنی القسطلانی قال فی فتوح الغیب ھٰذا ھو الحق وروایۃ نزولہا فی ابی طال
ھی الصحیحۃ اھ وکذا اردہ الامام الرازی[۲۵] فی الکبیر وقال العلامۃ الخفاجی ف
عنایت القاضی بعد نقل کلام التقریب اعتمدہ من بعدہٗ من الشراح ولانیا فی
قولہ فی الحدیث فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا اولان الفاء للسبب
بدون تعقیب اھ۔

اقول والدلیل علی الاستمرار واستدامة الاستغفار قول سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاستغفرن لک مالم انه عنه فهذا مقام الجزم دون التجویز والاستظهار علا ان الامام الجلیل الجلال السیوطی فی کتاب الاتقان عقد فصلا لبیان ما نزل من ایات السور المکیة بالمدینة وبالعکس وذکر فیه عن بعضهم ان ایة ماکان للنبی الایة مکیة نزلت فی قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انه عنک واقره علیه فعلی هذا ایزهق الاشکال من راسه ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ بعد ذلک قال الحافظ فی فتح الباری الظاهر نزولها بعده بمدة لروایة التفسیر اه وهٰذا ایضاً یطیح الشبهة من راسها افاده هذین العلامة الزرقانی[۲۶] فی شرح المواهب وبعد اللتیا والتی اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولها فیه فکیف ترد الصحاح بالهوسات۔

آیت ثالثہ :

قال عز مجده وهم ینهون عنه وینأون عنه وان یهلکون الا انفسهم وما یشعرون ۝	وہ اس نبی سے اوروں کو روکتے اور باز رکھتے ہیں اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور دور رہتے ہیں اور اس کے باعث خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔

یعنی جان بوجھ کر بے شعوروں کے سے کام کرے اس سے بڑھ کر بے شعور کون، سلطان[۲۷] المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے تلمیذ رشید[۲۸] سیدنا امام اعظم کے استاد مجید امام عطاء بن ابی رباح ومقاتل[۲۹] وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں: یہ آیت ابو طالب کے باب میں اتری۔

تفسیر امام بغوی محی السنہ میں ہے : قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینهی الناس عن اذی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویمنعهم وینأی عن الایمان به ای یبعد۔

انوار التنزیل میں ہے: ینھون عن التعرض لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینأون عنہ فلا یومنون بہ کابی طالب۔

حدیث سوم فریابی اور عبد الرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبید بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ او حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینھی عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ینأی عما جاء بہ۔ یعنی یہ آیت ابو طالب کے بارے میں اُتری اور کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دور رہتے قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان منہم من قال المراد انہم ینھون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی قریشا عن ایذاء النبی علیہ الصلاۃ والسلام ثم تیباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الایات المتقدمہ علی ھذہ الایۃ تقتضی ذم طریقتہم فکذلک قولہ وھم ینھون عنہ ینبغی ان یکون محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان ابا طالب کان ینھی عن ایذائہ لما حصل ھذا النظم والثانی انہ تعالیٰ قال بعد ذلک وان یہلکون الا انفسہم یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذلک ان یکون المراد من قولہ وھم ینھون عنہ النھی عن اذیتہ کان ذلک حسن لا یوجب الھلاک اھ۔

اقول اصل الذم للنأی وقد تشدد بالنھی فان الذنب بعد العلم اشد منہ حین الجہل فذکر النھی لابانہ شدۃ ما یلحقہ من الذم فی ذلک وعظمۃ ما یعتریہ من الوزر فما ھنالک فان العلم حجۃ اللہ مالک وعلیک الاتری الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ابی طالب ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار کما سیأتی مع ما علم من حمایتہ وکفالتہ ونصرتہ ومحبتہ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

طول عمرہ فانہ کاد یکون فی الدرک الاسفل لولا شفاعۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لما ابی الایمان مع کمال العرفان فالآیۃ علی وزان قولہ تعالیٰ
اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتٰب افلا تعقلون ہ
فذکر فی سیاق الذم امرھم بالبر وتلاوتہم الکتاب وانما القصد الی
نسیانہم نفسہم وذکر ھذین للتسجیل بل قال جل ذکرہ یاایھا الذین
لم تقولون ما لا تفعلون ہ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون ہ فشدد
النکیر علی القول من دون عمل وان کان القول خیرا فی نفسہ قال فی معالم
التنزیل قال المفسرون ان المؤمنین قالوا لو علمنا احب الاعمال الی اللہ عز
وجل لعلمناہ ولبذلنا فیہ اموالنا وانفسنا فانزل عزوجل ان اللہ یحب الذین
یقاتلون فی سبیلہ صفا فابتلوا بذالک یوم احد فولوا مدبرین فانزل اللہ تعالیٰ
لم تقولون مالا تفعلون اھ وبہ ینحل الوجہان لمن انصف لاجرم ان قال
الخفاجی فی العنایۃ بعد نقلہ کلام الامام فیہ نظر اھ وبالجملۃ نعطاء اعلم
منا ومنکم باسالیب القرآن ونظمہ فضلا عن ھذا الحبر العظیم الذی قد فاق
اکثر الامۃ فی علم القرآن وفہمہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل دوم احادیث

حدیث چہارم صحیحین و مسند امام احمد میں حضرت سیدنا عباسؓ عم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: انہ قال للنبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ما اغنیت عن عمک فواللہ کان یحوطک ویغضب لک قال
ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار وفی
روایۃ وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح یعنی انہوں نے
خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چچا
ابوطالب کو کیا نفع دیا۔ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا

جھگڑتا تھا۔ فرمایا میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا ہُوا پایا تو اُسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کردیا۔ اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

امام ابن حجر[۳۲] فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: یؤید الخصوصیۃ نہ بعد ان امتنع شفع لہ حتی خفف لہ العذاب بالنسبۃ لغیرہ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خصوصیت سے ہو اکہ ابُوطالب نے باآنکہ ایمان لانے سے انکار کیا، پھر بھی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت نے اتنا کام دیا کہ بہ نسبت باقی کافروں کے عذاب ہلکا ہوگیا۔

حدیث پنجم صحیحین ومسند میں ابوسعید[۳۳] خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر عندہ عمہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیٰمۃ فیجعل فی ضحضاح فی النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ۔ یعنی حضور اقدس سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے ابوطالب کا ذکر آیا، فرمایا میں امید کرتا ہُوں کہ روزِ قیامت میری شفاعت اُسے یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کردیا جائے گا جو اُس کے ٹخنوں تک ہوگی جس سے اُس کا دماغ جوش مارے گا۔ یونس بن بکیر نے حدیث محمد بن اسحٰق سے یُوں روایت کیا: یغلی منہ دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ اُس کا بھیجا اُبل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدۃ القاری[۳۴] وارشاد الساری شروح صحیح بخاری ومواہب[۳۵] لدنیہ وغیرہا میں امام سہیلی[۳۶] سے منقول الحکمۃ فیہ ان اباطالب کان تابعا لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لجملتہ الا انہ استمر ثابت القدم علی دین قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصۃ لتثبیتہ ایاھما علی دین قومہ یعنی ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل جزا ہمشکل عمل دیتا ہے ابوطالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا ملتِ کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب مسلط کیا۔ اسی طرح تیسیر[۳۷] شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

حدیث ششم بزار وابویعلٰی وابن عدی وتمام حضرت جابر[۳۸] بن عبداللہ انصاری

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل نفعت ابا طالب قال اخرجته من غمرة جهنم الی ضحضاح منها یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، حضور نے ابو طالب کو کچھ نفع دیا۔ فرمایا، میں نے اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی عمدہ میں فرماتے ہیں: فان قلت اعمال الکفرة هباء منثور لا فائدة فیها قلت هذا النفع من برکة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخصائصہ اِس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابو طالب کو یہ نفع ملنا صرف حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو غبار ہیں ہوا پر اُڑائے ہوتے۔

حدیث ہفتم طبرانی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ان الحارث بن هشام اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم حجة الوداع فقال یارسول اللہ انك تحث علی صلة الرحم والاحسان الی الجار وایواء الیتیم واطعام الضیف واطعام المسکین وکل ذلك کان یفعله هشام بن المغیرہ فما ظنك به یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل قبر لا یشهد صاحبه ان لا الٰہ الا اللہ فهو جذوة من النار وقد وجدت عمی ابا طالب فی طمطام من النار فاخرجه اللہ لمکانه منی واحسانه الیّ فجعله فی ضحضاح من النار۔ یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز حجۃ الوداع حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! حضور اِن باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا، محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اُس کی نسبت کیا گمان ہے فرمایا جو قبر نے جس کا مردہ لا الٰہ الا اللہ نہ مانتا ہو وہ دوزخ کا انگارا ہے میں نے خود اپنے چچا ابو طالب کو سر سے اونچی آگ میں پایا۔ میری قرابت وخدمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں سے نکال کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔

مجمع بحار الانوار میں لعلامت کاف امام کرمانی شارح بخاری سے منقول نفعہ

اباطالب اعماله ببرکته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان کان اعمال الکفر
ھباء منثورا یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابوطالب کے اعمال نفع د
ورنہ کافروں کے کام تو نِرے برباد ہوتے ہیں۔

حدیث ہشتم امام احمد مسند اور بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں: اھون اھل النار عذابا ابوطالب وھو منتعل بنعلین من نار یغلی منھما
دماغہ بیشک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب پر ہے وُہ آگ کے دو جوتے
پہنے ہوئے ہے جس سے اُس کا دماغ کھولتا ہے نیز صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ
کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اھون اھل النار عذ
من لہ نعلان وشراکان من نار یغلی منھما دماغہ کما یغلی المرجل ما یری ان ا
اشد منہ عذابا وانہ لاھونھم عذابا دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وُہ
جسے آگ کے دو جُوتے اور دو تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اُس کا دماغ دیگ کی طر
جوش مارے گا وُہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اُسی پر ہے حالانکہ اُس پر سب
ہلکا عذاب ہوگا۔

اِسی حدیث میں امام احمد کی روایت یوں ہے:

یوضع فی اخمص قدمیہ جمرتان یغلی منھما دماغہ۔	اُس کے تلووں میں انگارے رکھے جائیں گے جس سے بھیجا اُبلے گا۔

اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
فرماتے ہیں:

یقول اللہ لاھون اھل النار عذابا یوم القیٰمۃ لو ان لک ما فی الارض من شیئ اکنت تفتدی بہ فیقول نعم فیقول اردت	دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری ملک ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے نجات

منك اهون من هذا وانت فی صلب ادم ان لا تشرك بی شیئا فابیت الا ان تشرك بی -

مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کرے گا ہاں، فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزِ میثاق اِس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہُوئے۔

اِس حدیث سے بھی ابوطالب کا شرک پر مرنا ثابت ہے ۔

کتاب الخمیس ؒ فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے : قیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسح اباطالب بعد موتہ والنبی تحت قدمیہ ولذا ینتعل بنعلین من النار۔

یعنی کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابوطالب کے بدن پر دستِ اقدس پھیر دیا تھا مگر تلووں پر ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لیے ابوطالب کو روزِ قیامت آگ کے دو جُوتے پہنائے جائیں گے باقی جسم بہ برکت دستِ اقدس محفوظ رہے گا۔

حدیث نہم امام شافعی و امام احمد و امام اسحٰق بن راہویہ و ابوداؤد طیالسی اپنی مسانید اور ابن سعد طبقات اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابوداؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود منتقی اور مروزے کتاب الجنائز اور بزار و ابویعلی مسانید اور بیہقی سنن میں بطرقِ عدیدہ حضرت سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی قال قلت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عمك الشیخ الضال قد مات قال اذهب فوار اباك یعنی میں نے حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مر گیا۔ فرمایا جا اُسے دبا آ۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے ، مولیٰ علی نے عرض کی ان عمك الشیخ الکافر قد مات فما تری فیہ حضور کا چچا وہ بڈھا کافر مر گیا اُس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اراہ ان تغسلہ تجنہ ۔ نہانے ۱۰۱

امام شافعی کی روایت میں ہے: فقلت یارسول اللہ انہ مات مشرکا قال اذھب فوارہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ فرمایا: جاؤ، دبا آؤ۔ امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ امام حافظ الشان اصابہ فی تمییز الصحابہ میں فرماتے ہیں: صححہ ابن خزیمۃ اس حدیث جلیل کو دیکھیے ابوطالب کے مرنے پر خود امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کافر چچا مر گیا حضور اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں ابوطالب کی بی بی امیر المومنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب انتقال کیا ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر و قمیص مبارک میں اُنھیں کفن دیا اپنے دستِ مبارک سے لحد کھودی، اپنے دستِ مبارک سے مٹی نکالی پھر اُن کے دفن سے پہلے خود اُن کی قبر مبارک میں لیٹے اور دُعا کی:

اللہ الذی یحیی و یمیت و	اللہ جِلاتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ
ھو حیّ لا یموت اغفر لامی	ہے کہ کبھی نہ مرے گا میری ماں فاطمہ بنت
فاطمۃ بنت اسد ووسع علیہا	اسد کو بخش دے اور اُن کی قبر وسیع کر
مدخلہا بحق نبیک والانبیاء	صدقہ اپنے نبی کا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا
الذین من قبلی فانک	تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔
ارحم الراحمین۔	

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححہ وابو نعیم فی الحلیۃ عن انس ولخوہ بن ابی شیبۃ عن جابر والشیرازی فی الالقاب وابن عبد البر وابو نعیم فی المعرفۃ والدیلمی بسند حسن عن ابن عباس وابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

کاش ابوطالب مسلمان ہوتے تو کیا سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے جنازہ میں تشریف نہ لے جاتے صرف اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے کہ جاؤ اُسے دبا آؤ۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوتِ ایمان دیکھیے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کا فتویٰ دے رہے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ وہ تو مشرک مرا۔ ایمان اِن بندگانِ خدا کے تھے کہ اللہ و رسول کے مقابلہ میں باپ بیٹے کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسول کے مخالفوں کے دشمن تھے اگرچہ وہ اپنا جگر ہو دوستانِ خدا اور رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو۔

اولٰئك كتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منه ویدخلھم جنتٍ تجری من تحتھا الانھٰر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنه اولٰئك حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ہ جعلنا اللہ منھم بھم ولھم بفضل رحمته بھم انه ھو الغفور الرحیم والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآله واصحابه اجمعین اٰمین۔

حدیث دہم بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنھم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے راوی

انه قال یارسول اللہ این تنزل فی دارك بمكة فقال ھل ترك عقیل من رباع اودور وكان عقیل ورث اباطالب ھو وطالب ولم یرثه جعفر ولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما شیئا لانھما كانا مسلمین وكان عقیل وطالب كافرین فكان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه یقول لایرث المؤمن الكافر ولفظ ابن ماجة والطحاوی فكان عمر من اجل ذلك یقول الخ ولفظ الاسماعیلی فمن اجل ذٰلك كان عمر یقول۔

یعنی انھوں نے خدمتِ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یارسول اللہ حضور کل مکہ معظمہ میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرمایا: کیا ہمارے لیے عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا: ہُوا یہ تھا کہ ابو طالب کا ترکہ عقیل اور طالب نے پایا، اور جعفر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو کچھ نہ ملا یہ دونوں حضرات وقتِ موت ابی طالب مسلمان تھے اور طالب کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ

عنہ بھی اُس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہنچتا۔

تنبیہ لا شك ان قوله وكان عقيل ورث ابا طالب مدرج فى الحديث و لم يبين قائله فى الكتب الذى ذكرنا واخترت انا انه الامام زين العابدين رضى الله تعالىٰ عنه وقال الامام العينى فى العمدة قوله وكان عقيل ادراج من بعض الرواة ولعله من اسامة كذا قال الكرمانى اه والصواب ماذكرته وقد كتبت على هامش العمدة مانصه۔

اقول بل هو من على بن حسين بن على رضى الله تعالىٰ عنهم بينه مالك فى مؤطاه فانه اسند اولا عن ابى شهاب بالسند المذكور فى الكتاب اعنى صحيح البخارى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لايرث المسلم الكافر اه ثم قال مالك عن ابن شهاب عن على بن حسين بن على بن ابى طالب انه اخبره انما ورث اباطالب عقيل وطالب ولم يرثه على قال فلذلك تركنا نصيبنا من الشعب اه وهكذا رواه محمد فى مؤطاه عن مالك مفرقا مصرحا فقد بين واحسن احسن الله اليه والينا به آمين۔

حدیث یازدہم عمر بن شبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی و ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ عن هشام بن حسان عن محمد بن سیرین قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال فلما مد يده يبايعه بكى ابوبكر فقال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مايبكيك قال لان تكون يد عمك مكان يده ويسلم ويقر الله عينك احب الى من ان يكون۔

یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ انور ابو قحافہ سے بیعتِ اسلام لینے کے لیے بڑھایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو دئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کی ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے

چچا کا ہاتھ ہوتا اور اُن کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھ ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی۔ حاکم نے کہا یہ حدیث برشرط شیخین صحیح ہے حافظ الشان نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا: سندہ صحیح۔

حدیث دوازدہم ابوقرہ موسیٰ بن طارق موسیٰ بن عبیدہ وُہ عبداللہ بن دینار وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال جاء ابوبکر بابی قحافۃ یقودہ یوم فتح مکہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ترکت الشیخ حتی نأتیہ قال ابوبکر اردت ان یاجرہ اللہ والذی بعثک بالحق لانا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب لوکان اسلم منی بابی۔

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن ابوقحافہ کا ہاتھ پکڑے ہُوئے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لاتے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بوڑھے کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا کہ ہم خود اُس کے پاس تشریف فرما ہوتے، صدیق نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ اللہ اُن کو اجر دے قسم اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابُوطالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وُہ اسلام لے آتے اللہ اللہ یہ محبوب میں فنائے مطلق کا مرتبہ ہے صدق اللہ والذین امنوا اشد حبا للہ۔ اسی طرح امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ عمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا انا باسلامک اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہُوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوتی ذکرہ ابن اسحٰق فی سیرتہ۔

حدیث سیزدہم ۱۳ یونس بن بکیر فی زیادات مغازی ابن اسحٰق عن یونس بن عمرو عن ابی السفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بعث ابوطالب الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اطعمنی من عنب جنتک فقال ابوبکر ان اللہ حرمھا علی الکافرین۔

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی

جنت کے انگور کھلایئے۔ اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ
انھیں کافروں پر حرام کیا ہے۔

الواحدی من حدیث موسیٰ بن عبیدہ قال اخبرنا محمد بن
حدیث چہاردہم کعب القرظی قال بلغنی انہ لما اشتکی ابوطالب شکواہ
التی قبض فیہا قالت لہ قریش ارسل الی ابن اخیک یرسل الیک من ھٰذہ
الجنۃ التی ذکرھا یکون لک شفاء فارسل الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرمہما علی الکافرین طعامہا وشرابہا ثم اتاہ
فعرض علیہ الاسلام فقال لولا ان تعیربہا فیقال جزع عمک من الموت لاقررت
بہا عینک واستغفرلہ بعد ما مات فقال المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لآبائنا
ولذوی قرابتنا قد استغفر ابراھیم علیہ السلام لابیہ ومحمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لعمہ فاستغفروا للمشرکین حتی نزلت ماکان للنبی والذین اٰمنوا
الآیۃ۔

یعنی ابوطالب کے مرض الموت میں کافرانِ قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کرو کہ یہ جنت جو وہ بیان کرتے ہیں اس میں سے تمھارے لیے
کچھ بھیج دیں کہ تم شفا پاؤ ابوطالب نے عرض کر بھیجی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر حرام کیا ہے۔ پھر تشریف لاکر
ابوطالب پر اسلام پیش کیا۔ ابوطالب نے کہا لوگ حضور پر طعنہ کریں گے کہ حضور کا چچا موت
سے گھبرا گیا اس کا خیال نہ ہوتا تو میں حضور کی خوشی کر دیتا جب وہ مر گئے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعائے مغفرت کی مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے
والدوں قریبوں کے لیے دُعائے بخشش سے کون مانع ہے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے
اپنے باپ کے لیے استغفار کی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار
کر رہے ہیں یہ سمجھ کر مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی
اللہ عزوجل نے آیت اتاری کہ مشرکوں کے لیے یہ دُعا نہ نبی کو روا نہ مسلمانوں کو جب کہ روشن

ہولیا کہ وُہ جہنمی ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حدیث پانزدہم [۱۵] ابو نعیم حلیہ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

کانت مشیۃ اللہ عزوجل	اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان
فی اسلام عمی العباس و	ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا
مشیتی فی اسلام عمی ابی	چچا ابو طالب مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کا
طالب فغلبت مشیۃ اللہ	ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ
مشیتی۔	ابو طالب کافر رہا

اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہوتے۔ فللہ الحجۃ البالغۃ۔

فصل سوم

چونکہ اقوالِ ائمہ کرام و علمائے اعلام اوپر گزرے اور بعد کلام خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کا حال خدا اور رسول سے زیادہ کون جانے عزمجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر تکثیر فوائد و تسکین زاید کے لیے بعض اور بھی کہ سردست پیش نظر ہیں اضافہ کیجیے کہ زیادت خیر زیادت خیر ہے وباللہ التوفیق۔

امام [۵۵] **الائمہ** مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ابو طالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات کافرا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔ والعیاذ باللہ۔

امام [۵۶] **برہان الدین** علی بن ابی بکر فرغانی ہدایہ میں فرماتے ہیں: اذا مات الکافر وله ولی مسلم فانه یغسله ویکفنه ویدفنه بذٰلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنه فی حق ابیه ابی طالب لکن یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقة ویحفر حفیرة من غیر مراعاة سنة التکفین واللحد ولا یوضع فیه بل یلقی۔

امام [۵۷] ابو البرکات عبد اللہ نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں: مات کافر یغسله

ولیہ المسلم ویکفنہ ویدفنہ والاصل فیہ انہ لما مات ابوطالب اتی ع
رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال ان عمک
الشیخ الضال قدمات فقال اغسلہ واکفنہ وادفنہ ولا تحدث حدث
حتی تلقانی ای لاتصل علیہ الخ

علامہ[58] ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں: مات للمسلم قریب کافر
لیس لہ ولی من الکفار یغسلہ غسل الثوب النجس ویلقہ فی خرقۃ ویحفر ل
حفرۃ ویلقیہ فیہا من غیر مراعاۃ السنۃ فی ذلك لما روی ان اباطالب
لما هلك جاء علی فقال یارسول اللہ ان عمك الضال قدمات الخ

علامہ[59] ابراہیم طرابلسی برہان شرح مواہب الرحمٰن پھر علامہ[60] سید احمد طحطاوی
حاشیہ مراقی الفلاح میں زیر قول نور الایضاح ان کان للکافر قریب مسلم غسلہ
فرماتے ہیں: الاصل فیہ ما رواہ ابوداؤد وغیرہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال لما مات ابوطالب الحدیث۔

علامہ[61] زین بن نجیم مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں: یغسل ولی مسلم الکافر
ویکفنہ ویدفنہ بذلك امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یفعل بابیہ حین مات۔

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قرابت دار کافر مردہ کو نہلا سکتا ہے
کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنے باپ ابوطالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت
سے نہلایا۔

فتح القدیر[62] وکفایہ[63] وبنایہ[64] وغیرہا تمام شروح ہدایہ میں اس مضمون کو مقبول و
مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اس کی عبارات بکثرت ملیں گی سب کی نقل سے اطالت کی
حاجت نہیں۔ واضح ہوا کہ یہ سب علمائے کرام ابوطالب کو کافر جانتے ہیں یونہی امام[65]
ابوداؤد نے اپنی سنن میں باب الرجل یموت لہ قرابۃ مشرك وضع فرمایا یعنی باب
اُس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے اور امام[66] نسائی نے باب مواراۃ المشرك
یعنی دفن مشرک کا باب اور دونوں نے اُس میں یہی حدیث موتِ ابی طالب ذکر کی انہیں[67]

نسائی کے اسی مجتبٰی میں ایک باب النہی عن الاستغفار للمشرکین ہے اس میں حدیث دوم روایت کی ابن ماجہ[۹۵] نے سنن میں باب میراث اھل الاسلام من اھل الشرک لکھا یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں اُس میں حدیث دوم وارد کی۔

امام[۹۶] اجل صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے مؤطا شریف میں باب التوارث بین اھل الملل منعقد فرمایا یعنی مختلف دین والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم اور اُس میں حدیثیں مسلم و کافر کے عدمِ توارث کی روایت فرمائیں جن میں یہ حدیث امام زین العابدین دربارۂ ترکہ ابوطالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی۔

یونہی امام[۹۷] محرر المذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا شریف میں باب لا یرث المسلم الکافر منعقد فرما کر حدیث مذکور ایراد کی۔

امام[۹۸] اجل محمد بن اسمٰعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجنائز میں ایک باب وضع فرمایا باب اذا قال المشرک عند الموت لا الٰہ الا اللہ یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہے تو کیا حکم ہے اور اُس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اُسی کی کتاب الادب میں لکھا باب کنیۃ المشرک اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول وھو علی المنبران بنی ھاشم بن المغیرہ استاذنونی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب ذکر کی۔

امام[۹۹] قسطلانی نے تطبیق حدیث و ترجمہ میں لکھا فذکر اباطالب المشرک بکنیۃ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابوطالب مشرک کو کنیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا[۱۰۰] فلا یجوز واذکر الکافر بکنیتہ اذا کان لا یعرف الا بھا کما فی ابی طالب اوکان علی سبیل التألف رجاء اسلامھم او تحصیل منفعۃ منھم لا علی سبیل التکریم لانا مامورون بالاغلاظ علیھم علماء نے کافر کو کنیت سے ذکر کرنا جائز رکھا جب کہ وہ اور نام سے نہ پہچانا جائے جیسے ابوطالب یا بامید اسلام تالیف مقصود یا کام نکالنا ہو مگر بطور تکریم جائز نہیں کہ ہمیں اُن پر سختی کرنے کا حکم ہے۔ عمدۃ[۱۰۱] القاری میں ہے قال ابن بطال فیہ جواز تکنیۃ المشرک۔ امام[۱۰۲] ابن بطال نے فرمایا: اس حدیث سے مشرک کو بلفظ کنیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا

اُسی میں ہے: فیه دلالة ان الله تعالیٰ قد یعطی الکافر عوضاً من اعماله التی مثل
یکون قربة لاهل الایمان بالله تعالیٰ لانه صلی الله علیه وسلم اخبر ان عم
نفعته تربیته ایاه وحیاطته له التخفیف الخ

اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ اللہ عز وجل کافر کو بھی اُس کے اعمال کا کچھ ع
دیتا ہے جو اہلِ ایمان کریں تو قربِ الٰہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ک
حضور کے چچا کو حضور کی خدمت وحمایت نے تخفیفِ عذاب کا فائدہ دیا۔

امام عارف باللہ سیدی علی متقی مکی قدس سرہٗ الملکی نے اپنی کتب جلیلہ منہج ال
وکنز العمال ومنتخب کنز العمال میں ایک باب منعقد فرمایا الباب الخامس فی اختصاص لیس
من الصحابة اُن شخصوں کے ذکر میں جو صحابی نہیں اور اسی باب میں ابوطالب و ابوجہ
وغیرہما کو ذکر کیا۔

اسی طرح علامہ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی نے تیسیر الوصول الی جامع الاصول میں احادیث
ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اُس میں صرف حدیث دوم وچہارم وپنجم ک
جلوہ دیا۔ اگر ابوطالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وُہ شخص صحابہ سے خارج ہوسکتا جس نے
بچپن سے حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضر و
سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غلغلہ ڈالا۔

یونہی امام حافظ الحدیث ابوالفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصابہ
فی تمییز الصحابہ میں ابوطالب کو باب الکنی حرف الطاء المہملہ کی قسم رابع میں ذکر کیا۔ یعنی وُہ
لوگ جنھیں صحابی کہنا مردود وغلط وباطل ہے۔

اُسی میں فرماتے ہیں: وورد من عدة طرق فی حق من مات فی الفترة ومن ول
مجنونا ونحو ذٰلك ان کلا منهم یدلی بحجة ویقول لو عقلت او ذکرت لآمنت
فترفع لهم نار ویقال لهم ادخلوها فمن دخلها کانت علیهم برداً وسلاما ومن
امتنع اُدخلها کرها ونحن نرجو ان یدخل عبد المطلب وآل بیته فی جملة من
یدخلها طائعا فینجو لکن ورد فی ابی طالب ما یدفع ذٰلك وهو ما تقدم من

ایة براءة ومافی الصحیح انه فی ضحضاح من النار فهذا شان من مات علی الکفر فلو کان مات علی التوحید نجا من النار اصلا والاحادیث الصحیحة والاخبار المتکاثرة طافحة بذٰلك اھ مختصرا۔ یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ جو زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مرگیا یا مجنون پیدا ہوا اور جنون ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنھیں دعوتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء نہ پہنچی اُن میں ہر ایک روزِ قیامت ایک عذر پیش کرے گا کہ الٰہی میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچتی تو میں ایمان لاتا ان کے امتحان کو ایک آگ بلند کی جائے گی اور ارشاد ہوگا اس میں جاؤ جو حکم مانے گا اور اس میں داخل ہوگا وہ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجائے گی اور جو نہ مانے گا جبراً آگ میں ڈالا جائے گا اور ہمیں امید ہے کہ عبدالمطلب اور اُن کے گھر والے کہ قبل ظہور نور اسلام انتقال کرگئے وہ سب انھیں لوگوں میں ہوں گے جو اپنی خوشی سے اس امتحانی آگ میں جاکر ناجی ہوجائیں گے مگر ابوطالب کے حق میں وہ وارد ہولیا جو اسے دفع کرتا ہے سورۂ توبہ شریف کی آیت اور حدیث صحیح کا ارشاد کہ وہ پاؤں تک کی آگ میں ہے یہ حال اس کا ہے جو کافر مرے اگر اخیر وقت اسلام لاکر مرتا ہوتا تو دوزخ سے نجات کلی چاہیے تھی صحیح وکثیر حدیثیں کفرِ ابی طالب ثابت کررہی ہیں۔ پھر فرمایا: وقد فخر المنصور علی محمد بن عبد اللّٰه بن الحسن لما خرج بالمدینة وکاتبه المکاتبات المشهورة ومنها فی کتاب المنصور وقد بعث النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم وله اربعة اعمام فآمن به اثنان احدهما ابی وکفر به اثنان احدهما ابوك۔

یعنی جب امام نفس زکیہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے خلیفۂ عباسی عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما مشہور بہ منصور دوانیقی پر خروج فرمایا اور مدینہ طیبہ پر تسلط کرکے خلیفہ وامیرالمومنین لقب پایا اُن میں اور خلیفہ مذکور منصور میں مکاتبات مشہورہ ہوئے ازاں جملہ منصور نے ایک نامہ میں لکھا جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہوئی حضور کے چار چچا زندہ تھے حمزہ وعباس وابوطالب وابولہب دو حضور پر ایمان لائے ایک اُن میں میرے باپ ہیں

یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو کافر رہے ایک اُن میں آپ کے باپ ہیں، یعنی ابوطالب پر منصور علاوہ خلیفہ و اہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء و محدثین سے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں انھیں فقیہ النفس وجید المشارکۃ فی العلم لکھا اور فرمایا: ولد سنۃ خمس وتسعین وادرک جدہ ولم یروعنہ وروی عن ابیہ وعن عطاء بن یسار وعنہ ولدہ المہدی اور امام اجل نفس زکیہ کو یُوں بے تامل لکھ بھیجا اور امام کا اس پر رد نہ فرمانا بھی بتا رہا ہے کہ کفرِ ابی طالب واضح و مشہور بات تھی اصابہ میں اس کے بعد فرمایا ومن شعر عبد اللہ بن المعتز یخاطب الفاطمیین ؎

وانتم بنو بنتہ دوننا

ونحن بنو عمہ المسلم

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا یُوں کہیے کہ چھ خلفا کے بیٹے عبد اللہ ابن المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتصم ابن الرشید ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر بعض سادات کرام کے خطاب میں ہے کہ تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہو ہم نہیں اور ہم حضور کے مسلمان چچا کے بیٹے ہیں۔ اِس میں بھی کفرِ ابی طالب پر صاف تعریض موجود ہے عبد اللہ اہلِ علم و فضل سے ہیں حدیث میں علی بن حرب معاصر امام بخاری و مسلم کے شاگرد و نیز امام ممدوح کتاب الاحکام پھر امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں: نحن نرجو ان یدخل عبد المطلب وآل بیتہ الجنۃ الا اباطالب فانہ ادرک البعثۃ ولم یؤمن اھ باختصار۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور اُن کے اہلبیت سب جنت میں جائیں گے سوا ابوطالب کے کہ زمانہ اسلام پایا اور ایمان نہ لائے نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: من عجائب الاتفاق ان الذین ادرکھم الاسلام من اعمام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اربعۃ لم یسلم منھم اثنان واسلم اثنان وکان اسم من لم یسلم ینافی اسامی المسلمین وھما ابوطالب اسمہ

عبد مناف و ابولہب واسمه عبد العزی بخلاف من اسلم وهما حمزة والعباس۔ عجائب اتفاق سے ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار چچا زمانہ اسلام میں زندہ تھے دو اسلام نہ لائے اور دو مشرف باسلام ہوئے وہ دو کہ اسلام نہ لائے اُن کے نام بھی پہلے ہی سے مسلمانوں کے نام کے خلاف تھے ابو طالب کا نام عبد مناف تھا اور ابولہب کا عبد العزیٰ اور دو کہ مسلمان ہوئے اُن کے نام پاک وصاف تھے حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وکذا نقلہ الزرقانی فی شرح المواهب۔

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں، کان العباس اصغر اعمامه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ولم یسلم منهم الا هو وحمزة۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب میں چھوٹے چچا تھے۔ حضور کے اعمام میں صرف یہ اور حضرت حمزہ مسلمان ہوئے و بس امام محمد محمد ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ اواخر صلاۃ اس مسئلہ کے بیان میں کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت ناجائز ہے۔ آیت دوم تلاوت کر کے فرماتے ہیں: ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول الآیة قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انه عنک صحیحین میں ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کے لیے دعائے مغفرت کی تھی اُس پر یہ آیت اُتری۔

امام محی السنہ بغوی معالم شریف اول رکوع سورۂ بقر میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا سواء علیهم، پھر قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی کتاب الخمیس میں فرماتے ہیں: کفر چار قسم ہے کفر انکار و کفر جحود و کفر عناد و کفر نفاق کفر انکار یہ کہ اللہ عزوجل کو نہ دل سے جانے اور زبان سے مانے جیسے ابلیس و یہود اور کفر نفاق یہ کہ زبان سے نہ مانے مگر دل میں نہ جانے وکفر العناد هو ان یعرف اللہ بقلبه ویعترف بلسانه ولا یدین به ککفر ابی طالب حیث یقول ؎

لقد علمت بان دین محمد

من خیر ادیان البریة دینا

لولا الملامة او حذار مسبة

لوجدتنی سمحا بذاك مبینا

یعنی کفر عناد یہ کہ اللہ تعالیٰ کو دل سے بھی جانے اور زبان سے بھی کہے مگر تسلیم و گرویدگی سے باز رہے جیسے ابو طالب کا کفر کہ یہ شعر کہے واللہ میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام جہان کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت یا طعنے سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کیسی اہل دلی کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔ امام ممدوح یہ چاروں قسمیں بیان کرکے فرماتے ہیں: جمیع ھذہ الاصناف سواء فی ان من لقی اللہ تعالیٰ بواحد منہا لا یغفر لہ۔ یہ سب قسمیں اس حکم میں یکساں ہیں کہ جو ان میں سے کسی قسم کا کفر کرکے اللہ عزوجل سے ملے گا وہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب[91] الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرافی نے شرح التنقیح پھر امام[92] قسطلانی نے مواہب میں کفار کی چار قسمیں کرکے ایک قسم یوں بیان فرمائی، من امن بظاہرہ وباطنہ وکفر بعدم الاذعان للفروع کما حکی عن ابی طالب انہ کان یقول انی لا علم ان ما یقولہ ابن اخی لحق ولولا اخاف ان تعیرنی نساء قریش لاتبعتہ وفی شعرہ یقول ؎

لقد علموا ان ابننا لا مکذب

یقینا ولا یعزی لقول الاباطل

فہذا تصریح باللسان واعتقاد بالجنان غیر انہ لم یذعن۔ یعنی ایک کافر وہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے معترف ہو مگر اذعان نہ لائے جیسے ابو طالب سے مروی کہ بے شک میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو کچھ میرے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ضرور حق ہے اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہو جاتا اور اپنے ایک شعر میں کہا خدا کی قسم کافرانِ قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور معاذ اللہ کوئی کلمہ خلافِ حق کہنا اُن کی طرف نسبت نہیں کیا جاتا تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ ہے مگر اذعان

نہ ہوا۔

امام[۹۳] ابن اثیر جزری نہایہ، پھر علامہ[۹۴] زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

کفر عناد ھو ان یعرفہ بقلبہ ویعترف بلسانہ ولا یدین بہ کابی طالب۔

کفر عناد یہ ہے کہ دل سے پہچانے اور زبان سے اقرار کرے مگر تسلیم و انقیاد سے باز رہے جیسے ابوطالب۔

علامہ مجد[۹۵] الدین فیروز آبادی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

چوں عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُبوطالب بیمار شد با وجود آنکہ مشرک بود اور اعیادت فرمود و دعوت اسلام کرد ابوطالب قبول نہ کرد آہ ملخصاً۔

شیخ[۹۶] محقق مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر را۔

پھر بعد ذکر احادیث فرمایا: و در روضۃ[۹۷] الاحباب نیز اخبار موت ابوطالب بر کفر آوردہ۔ الخ

بحر[۹۸] العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

احادیث کفرہ شہیرۃ وقد نزل فی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شان عمہ ابی طالب انک لا تھدی من احببت کما فی صحیح مسلم وسنن الترمذی وقد ثبت فی الخبر الصحیح عن الامام محمد الباقر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و وجوہ ابائہ الکرام ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورث طالبا وعقیلا اباھما ولم یورث علیا وجعفرا ولذا ترکنا نصیبنا فی الشعب کذا فی مؤطا الامام مالک۔

یعنی کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اُس کے ثبوت میں آیت اولیٰ کا اُترنا اور حدیث دہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی وجعفر کو ترکہ نہ دلانا بیان فرمائی۔

اقول وذکر الامام الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقع زلۃ من القلم وانما هو الامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما اسمعناك من المؤطا والصحیحین وغیرھا۔

نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض فصل الوجہ الخامس من وجوہ السب میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا:

حدیث مسلم ان ابی واباك فی النار اراد بابیہ عمہ اباطالب لان العرب تسمی العم ابا۔

یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابوطالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔

امام خاتم الحفاظ جلال الملت والدین سیوطی مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اسی حدیث کے نسبت فرماتے ہیں:

ما المانع ان یکون المراد بہ عمہ ابوطالب وکانت تسمیۃ ابی طالب ابا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شائعا عندھم لکونہ عمہ وکونہ رباہ و کفلہ من صغرہ اھ ملخصا۔

کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابوطالب مراد ہو کہ وہ دوزخ میں ہے اُس زمانہ میں شائع تھا کہ ابوطالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باپ کہا جاتا چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس کی خدمت وکفالت کرنے کے باعث **اقول** جس طرح بھی ابوطالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا بیٹا کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی بی بی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔ اُسی میں فرماتے ہیں:

اخرج تمام الرازی فی فوائدہ بسند ضعیف عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان یوم القیٰمۃ شفعت لابی وامی وابی طالب واخ لی کان فی الجاهلیۃ اورد

المحب الطبری وھو من الحفاظ والفقہاء فی کتابہ ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی وقال ان ثبت فھو مؤول فی ابی طالب علی ما ورد فی الصحیح من تخفیف العذاب عنہ بشفاعتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتھی وانما احتاج الی تاویلہ فی ابی طالب دون الثلثۃ ابیہ وامہ واخیہ یعنی من الرضاعۃ لان ابا طالب ادرک البعثۃ ولم یسلم والثلثۃ ماتوا فی الفترۃ۔

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روزِ قیامت اپنے والدین اور ابُوطالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کی کہ زمانہ جاہلیت میں گزرا، شفاعت فرماؤں گا

امامؒ محب طبری نے کہ حافظان حدیث وعلمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقبی میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو ابو طالب کے بارے اِس کی تاویل وُہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ امام سیوطی فرماتے ہیں؛ خاص ابو طالب کے باب میں تاویل کی حاجت یہ ہُوئی کہ ابو طالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضاعی کہ زمانہ فترت میں گزرے۔

اقول یہاں تاویل بمعنی بیان مراد و معنی ہے جس طرح شرح معانی قرآن کو تاویل کہتے ہیں۔ کفار سے تخفیف عذاب بھی حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے ہی شفاعت کبرٰی کہ فتح باب حساب کے لیے ہے تمام جہان کو شامل و عام ہے۔ امام نووی نے باآنکہ ابوطالب کو بالیقین کافر جانتے ہیں تبویب صحیح مسلم شریف میں حدیث چہارم و پنجم کا باب یُوں لکھا باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب و التخفیف عنہ بسببہ امام بدر الدین زرکشی نے خادم میں امام ابن ماجہ سے نقل کیا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابُولہب کو بروز دوشنبہ ملتی ہے لسرورہ بولادۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واعتاقہ ثویبۃ حین بشرتہ وانما ھی کرامۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لیے کہ اُس نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اُس کا مژدہ سُن کر ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اُس نے تخفیف پائی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقلہ فی المسالك ایضاً نیز مسالک الحنفا پھر شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے:

قد ثبت فی الصحیح واخبر الصادق المصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اباطالب اھون اھل النار عذابا اھ ملتقطا ۔ بیشک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابوطالب پر سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔ اللھم اجرنا من عذابك الالیم بجاہ نبیك الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ اٰلہ افضل الصلاۃ وادوم التسلیم اٰمین والحمد للہ رب العلمین ۔

فصل چہارم

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر شروح جامع صغیر میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں:

ھذا یؤذن بموتہ علی کفرہ وھو الحق ووھم البعض۔

یعنی یہ حدیث بتاتی ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی حق ہے اور اس کا خلاف وہم ہے۔

امام عینی زیرحدیث دوم وچہارم فرماتے ہیں:

ھذا کلہ ظاھر انہ مات علی غیر الاسلام فان قلت ذکر السہیلی انہ رای فی بعض کتب المسعودی انہ اسلم قلت ھذا لا یعارض ما فی الصحیح ۔

ان سب حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ابوطالب کی موت غیر اسلام پر ہوئی۔ اگر تو کہے کہ سہیلی نے ذکر کیا کہ انھوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں دیکھا کہ ابوطالب اسلام لے آئے میں کہوں گا ایسی بے سروپا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض نہیں ہوسکتی۔

اقول علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اُس کی کتاب مروج الذہب خلفائے کرام وصحابہ عظام عشرہ بشرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرا سے جابجا آلودہ وملوث ہے لوط بن یحیٰی ابومخنف رافضی خبیث ہالک کے اقوال

نقول بکثرت لاتا ہے جس کے مردود و تالف ہونے پر ائمۂ جرح و تعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رفاض و فساق و ہالکین کے اخبار پر اُس کی کتاب کا مدار ہے جیسا کہ اُس کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نسخہ مروج الذہب کے ہامش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے شاہ عبد العزیز صاحب تحفۂ اثناعشریہ میں فرماتے ہیں:

ہشام کلبی مفسر کہ رافضی غالی ست وہمچنیں مسعودی صاحب مروج الذہب و ابو الفرج اصبہانی صاحب کتاب الاغانی وعلی ہذا القیاس امثال اینہا را این فرقہ در عداد اہلسنت داخل کنند و بمنقولات و معقولات ایشاں الزام اہلسنت خواہند۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ ابن عساکر وغیرہ - ابو طالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر وغیرہ نے اس کی تصریح کی۔ اسی طرح اصابہ میں ہے: کما سیاُتی۔

علامہ شہاب نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

من الغریب مانقلہ بعضہم ان اللہ تعالیٰ احیاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاٰمن بہ کابویہ واظنہ من افتراء الشیعۃ۔	غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے والدینِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح ابو طالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے میرے گمان میں یہ رافضیوں کی گڑھت ہے۔

اقول وضاع کذاب رافضیوں ہی میں منحصر نہیں مگر یہ اُن کے مسلک کے موافق ہے لہٰذا اس کی وضع کا گمان اُنھیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جزم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو اس بنا پر لفظ ظن فرمایا ورنہ اُس کے موضوع و مفتری ہونے میں تو شُبہ نہیں کما لا یخفی۔

علامہ صبان محمد بن علی مصری کتاب اسعاف الراغبین میں فرماتے ہیں :

اما اعمامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاثنا عشرۃ حمزۃ والعباس وھما مسلمان وابو طالب والصحیح انہ مات کافرا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابو طالب اور صحیح یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

فصل پنجم

شرح مقاصد و شرح تحریر پھر ردالمحتار حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے :

المصر علی عدم الاقرار مع مطالبۃ بہ کافر وفاقا لکون ذٰلک من امارات عدم التصدیق ولہٰذا اطبقوا علی کفر ابی طالب۔

جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے اسی واسطے تمام علمائنے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے ۔

مولانا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں :

اذا امربھا وامتنع وابی عنھا کابی طالب فھو کافر بالاجماع۔

جسے شہادت کلمہ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ باز رہے اور ادائے شہادت سے انکار کرے جیسے ابو طالب تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اُس شخص کے بارہ میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر و مانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار لُسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں ، نقل کرکے فرماتے ہیں :

قلت لکن بشرط عدم طلب الاقرار منہ فان ابی بعد ذٰلک فکافر اجماعا لقضیۃ

ابی طالب - یعنی یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ اُس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے ابوطالب کا واقعہ اسی پر دلیل ہے۔ اُسی کی فصل ثانی باب اشراط الساعۃ میں ہے:

ابوطالب لم یؤمن عند اھل السنہ۔ اہلِ سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

مشایخ حدیث و علمائے سنّت برین اند کہ ایمان ابوطالب ثبوت نہ پذیرفتہ و درصحاح احادیث ست کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در وقت وفات وی بر سرِ وی آمد و عرض اسلام کرد وی قبول نہ کرد۔

فصل ششم

امام[۱۱۹] ابن حجر مکی افضل القریٰ لقراء ام القریٰ میں ابوطالب کی بیت مروی صحیح بخاری کہ ہم نے شروع جواب میں ذکر کی لکھ کر فرماتے ہیں:

هذا البیت من جملة قصیدة لہ فیها مدح عجیب لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اخذ الشیعة منها القول باسلامہ۔

یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدہ کی ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عجیب نعت ہے یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے ابوطالب کا مسلمان ہونا اخذ کر لیا۔

پھر فرماتے ہیں:

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتها ترد ذٰلك لیکن صاف اور روشن حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسلام ابوطالب کو رد کر رہی ہیں۔

علامہ محمد[۱۲۰] بن عبدالباقی شرح مواہب میں روایت ضعیفہ ابن اسحٰق کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب مع اپنے جوابوں کے آتی ہے ذکر کرکے فرماتے ہیں:

بهذا احتج الرافضة ومن تبعهم علی اسلامہ رافضی اور جو اُن کے پیرو ہوئے

وہ اسی روایت سے ابوطالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔

انوار[۱۲۱] التنزیل وارشاد[۱۲۲] العقل میں زیر آیہ کریمہ انک لا تهدی من احببت فرمایا الجمهور علی انها نزلت فی ابی طالب جمہور ائمہ کے نزدیک یہ آیت دربارۂ ابوطالب اُتری۔

علامہ[۱۲۳] خفاجی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں؛ اشارة الی الرد علی بعض الرافضة اذ ذهب الی اسلامه یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ اسلام ابوطالب کے قائل ہیں۔

اصابہ[۱۲۴] میں ہے: ذکر جمع من الرافضة انه مات مسلما قال ابن عساکر فی صدر ترجمته قیل انه اسلم ولا یصح اسلامه مختصر۔ رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابوطالب مسلمان مرے۔

امام[۱۲۵] ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع تذکرہ ابوطالب میں فرمایا بعض اسلام ابوطالب کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں۔

زرقانی[۱۲۶] میں ہے؛

الصحیح ان اباطالب لم یسلم وذکر جمع من الرافضة انه مات مسلما وتمسکوا باشعار واخبار واهیة تکفل بردها فی الاصابه۔

صحیح یہ ہے کہ ابوطالب مسلمان نہ ہوئے رافضیوں کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام پر مرنا مانا اور کچھ شعروں اور واہیات خبروں سے تمسک کیا جن کے رد کا امام حافظ الشان نے اصابہ میں ذمہ لیا۔

نسیم[۱۲۷] فصل کیفیة الصلاة علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتسلیم میں ہے:

ابوطالب توفی کافرا وادعاء بعض الشیعة انه اسلم لا اصل له۔

ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض رافضیوں کا دعویٰ باطل کہ وہ اسلام لائے محض بے اصل ہے۔

شیخ[۱۲۸] محقق شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں؛

"شیخ ابن حجر در فتح الباری میگوید معرفت ابوطالب بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بسیاری از اخبار آمدہ و تمسک کردہ بدان شیعہ بر اسلام وے و استدلال کردہ اند بر دعوی خود بچیزی کہ دلالت ندارد بر آں۔"

"اشعۃ" میں ہے:

مخفی نماند کہ صحت اسلام ابوین بلکہ سائر آباتی وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہور ست و شیعہ اسلام ابوطالب را نیز ازیں قبیل دانند۔ اھ مختصرا

فصل ہفتم

الحمد للہ کلام اپنی نہایت کو پہنچا بعد اس قدر نصوص علیۂ و جلیۂ قرآن و حدیث وارشادات صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ قدیم و حدیث کے منصف کو چارہ نہیں مگر تسلیم اور شبہات کا حصہ نہیں مگر قنائے عمیم پھر بھی تبیین مرام و تسکین اوہام مناسب مقام۔ عمرو نے آٹھ شبہے ذکر کیے اور نواں کہ اگر شبہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وُہی ہے اُس سے متروک ہُوا ہم اُن سب کو ذکر کرکے بتوفیق اللہ تعالیٰ اظہار جواب و ابانت صواب کریں۔

شبہۂ اولیٰ کفالت **اقول** ہاں بالیقین مگر کفالت نبی مستلزم اطاعت نبی نہیں قال اللہ تعالیٰ فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا الآیات و قال اللہ تعالیٰ قال الم نربك فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرك سنین۔

شبہۂ ثانیہ نصرت و حمایت **نقول** ضرور مگر مدعا سے دور۔ رافضی اس سے دلیل لائے اور علمائے سنت جواب دے چکے۔ اصابہ میں فرمایا:

استدلال الرافضی بقول اللہ تعالی فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعو النور الذی انزل معہ اولٰئك ھم المفلحون ۵ قال وعزرہ ابوطالب ونصرہ بما اشتھر وعلم ونابذ قریشا وعاداھم بسببہ مما لا یدفعہ احد من نقلۃ الاخبار فیکون من المفلحین انتھی وھذا مبلغھم من العلم وانا نسلم انہ نصرہ وبالغ فی ذلك لکنہ لم یتبع النور الذی معہ وھو الکتاب العزیز الداعی الی التوحید

ولا یحصل الفلاح الا بحصول مادتب علیہ من الصفات کلہا۔

یعنی اسلام ابی طالب پر رافضی اس آیت سے دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور جو نور اس نبی کے ساتھ اتارا گیا اُس کے پیرو ہوتے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی نے کہا، ابوطالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وُہ فلاح پانے والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے علم کی رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ابوطالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجۂ غایت کی مگر اُس نور کا تو اتباع نہ کیا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اُترا یعنی قرآن مجید داعی توحید اور فلاح تو جب ملے کہ جتنی صفات پر اُسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔

اقول اولاً: یہ نصرت وحمایت کا قصہ بارگاہِ رسالت میں پیش ہو چکا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ابوطالب چنین وچنان کرتا اُسے کیا نفع ملا جواب جو ارشاد ہُوا حدیث چہارم میں گزرا۔

ثانیاً: بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اوروں کو نبی کی ایذا سے روکتے اور خود اُس پر ایمان لانے سے بچتے ہیں دیکھو آیت و حدیث سوم۔

ثالثاً: اعتبار خاتمہ کا ہے انما الاعمال بالخواتیم جب ابوطالب کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت تو اب اگلے قصے سنانا اور گزشتہ کفالت ونصرت سے دلیل لانا محض ساقط۔ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث طویل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فواللہ الذی لا الٰہ غیرہ ان	قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم
احدکم لیعمل بعمل اھل الجنۃ	میں کوئی شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے
حتی مایکون بینہ وبینہا الا ذراع	یہاں تک کہ اُس میں اور جنت میں صرف
فیسبق علیہ الکتاب فیعمل	ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے اتنے میں تقدیر

بعمل اھل النار فید خل النار۔ غالب آجاتی ہے کہ دوزخیوں کے کام کرکے دوزخ میں جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ رب العلمین)

رابعاً: نہ صرف اسلام مستلزم اسلام نہ ثبوت خاص نہ ثبوت عام صحیحین میں ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی غزوۂ خیبر میں ایک مدعیِ اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے عظیم قتال کیا صحابہ اُس کے مداح ہُوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی ہے اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہوجائیں (یعنی ایسے عالی درجے عمدہ کام ایسے جلیل وجمیل نصرتِ اسلام اور اس پر ناری ہونے کے احکام) بالآخر خبر پائی کہ وہ معرکہ میں زخمی ہوا درد کی تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مرگیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خبر سُن کر فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہُوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول ہُوں، پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کردیں انہ لا ید خل الجنۃ الا نفس مسلمۃ وان اللہ لیؤید ھذ الدین بالرجل الفاجر بیشک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد کرتا ہے فاسق کے ہاتھ پر اِسی کے قریب طبرانی نے کبیر میں عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نسائی و ابن حبان حضرت انس بن مالک اور احمد و طبرانی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند جید راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ یؤید ھٰذا الدین باقوام لا خلاق لھم۔ بے شک اللہ عزوجل اس دین کی مدد ایسے لوگوں سے فرماتا ہے جن کا کوئی حصہ نہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ لیؤید الاسلام برجال ماھم من اھلہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کراتا ہے جو خود اہلِ اسلام سے نہیں۔

نسأل اللہ العفو والعافیہ۔

شبہہ ثالثہ محبت **اقول** بے شک مگر حد طبعی تک جیسے چچا کو بھتیجے سے چاہیے اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی نوجوان گزرے ہوئے کی اکلوتی نشانی پھر اُس پر جمال صورت و کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دیکھیں تو فدا ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاندان ہاشمی ایک اسی چراغ محمود و شمع بے دود سے روشن تھا خاندانی حمیت ہر عاقل کو ہوتی ہے خصوصاً عرب خصوصاً قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کا عظیم مادہ و لہٰذا جب یہ آیہ کریمہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ۰ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوتِ اسلام شروع کی اشرافِ قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی اُٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اُسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور انھیں ہم کو دے دو اور اسی ارادہ فاسدہ پر عمارہ بن ولید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے انھیں دے دیں گے ابوطالب نے کہا:

واللہ لبئس ماتسوموننی اتعطونی ابنکم اغذوہ لکم واعطیکم ابنی تقتلونہ ھذا واللہ مالا یکون ابدا احین تروح الابل فان حنت ناقۃ الی غیر فصیلہا دفعتہ الیکم۔	خدا کی قسم کیا بُری گاہکی میرے ساتھ کر رہے ہو، کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمھارے لیے اُسے کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا بیٹا تمھیں دے دوں کہ تم اُسے قتل کرو۔ خدا کی قسم یہ کبھی ہونی نہیں جب اونٹ شام کو نکلتے ہیں تو اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف میل کرتی ہو تو میں بھی تم سے اپنا بیٹا بدل لوں۔

لخصناہ من حدیث ابن اسحاق ذکرہ بلاغا و من حدیث مقاتل ذکرہ فی المواھب۔
ابوطالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے بچے سے ہوتی ہے ایسی محبت ایمان نہیں ایمان حب شرعی ہے ابوطالب میں اُس کی شان نہیں محبت شرعی و ایمانی ہوتی تو نار کو عار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملتِ جاہلیت

پراصرار کیوں ہوتا۔

امام[۱۱] قسطلانی ارشادالساری میں فرماتے ہیں؛

قدکان ابوطالب یحوطہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینصرہ ویحبہ حبا طبعیا لاشرعیا فسبق القدر فیہ واستمر علی کفرہ وللہ الحجۃ السامیۃ۔

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت، حمایت، سب کچھ کی طبعی محبت بہت کچھ رکھی مگر شرعی محبت نہ تھی آخر تقدیرِ الٰہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی اور اللہ ہی کے لیے ہے حجت بلند۔

نسیم[۱۲] الریاض میں ہے:

حنوہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومحبتہ لہ امر مشہور فی السیر وکان یعظمہ ویعرف نبوتہ ولکن لم یوفقہ اللہ للاسلام وفی الامتاع ان فیہ حکمۃ خفیۃ من اللہ تعالیٰ لانہ عظیم قریش لایمکن احدا منھم ان یتعدی علی ما فی جوارہ فکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بدء امرہ فی کنف حمایتہ یذبھم عنہ کما قال ؎

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم

حتی اوسد فی التراب دفینا

فلو اسلم لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ بد من الھجرۃ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی مہر و محبت مشہور ہے اور تعظیم و معرفت نبوت معلوم مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی۔ اور کتاب[۱۳] الامتاع میں فرمایا: ابوطالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے وہ سردار قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر تعدی نہ کر سکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں اُن کی حمایت میں تھے وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے خود ایک شعر میں کہا ہے خدا کی قسم تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر لٹا نہ دیا جاؤں تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک اُن کی پناہ کوئی

چیز نہ رہتی آخر اُن کے انتقال پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمانی ہُوئی۔
اقول قرب انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہوسکتی ہے مرتے وقت کفر پر اصرار کی حکمت اللہ جانے یا اُس کا رسول۔ شاید اس میں اوّلاً یہ نکتہ ہو کہ اگر اسلام لا کر مرتے مخالف گمان کرتے کہ اللہ کے رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ فریب برتا اپنے چچا کو مسلمان تو کر لیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھنے کے لیے ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وُہ کام نہ رہا ظاہر کروایا۔
ثانیاً اُن مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ حالتِ کفر میں مرے جس کا پتہ حدیث ان ابی و اباك دیتی ہے اول ناگوار ہوا جب اپنے چچا کو شامل فرمایا سکون پایا۔
ثالثاً مسلمانوں کے لیے اُسوۂ حسنہ قائم فرمانا کہ اپنے اقارب جب خدا کے خلاف ہوں اُن سے براءت کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں نماز نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے حبیب کو منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔
رابعاً عمل میں اخلاص للہ و خوف و اتقیا دکی ترغیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر مجول بیٹھنے سے ترہیب جب ابوطالب کو ایسی نسبت قریبہ بآں کارہائے عجیبہ بوجہ نامنقادی کام نہ آئی تو اور کیا چیز ہے الی غیر ذٰلك مما اللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شبہہ رابعہ نعت شریف **اقول** یہ تو اور حجت الٰہیہ قائم ہونا ہے جب ایسا جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود عنود قبل طلوع شمس رسالت کیا کچھ نعت و مدحت نہ کرتے جب کوئی مشکل آتی، مصیبت مُنہ دکھاتی حضور سے توسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دُعا مانگتے:

اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث فی اٰخر الزمان الذی نجد صفتہ فی التوریٰۃ۔	الٰہی ہمیں ان پر مدد دے صدقہ نبی آخر الزماں کا جس کی نعت ہم توریت میں پاتے ہیں۔

پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا:

كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة
الله على الكفرين ٥

اصابہ میں فرماتے ہیں:

اما شهادة ابی طالب بتصديق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالجواب
عنه وعما ورد من شعر ابی طالب فی ذلك انه نظير ما حكی اللہ تعالیٰ عن كفار
قريش وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا فكان كفرهم عنادا ومنشؤه
من الانفة والكبر والی ذلك اشار ابو طالب بقوله لولا ان تعيرنی قريش۔

یعنی ابوطالب کے ان اشعار وغیرہا کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو
قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم وتکبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین
رکھتے ہیں تو یہ کفر عناد ہوا اور اس کا منشا تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے خود
ابوطالب نے اِس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے آتا۔

شبہہ خامسہ حضور کا استغفار فرمانا **اقول اوّلاً** اس کا جواب خود رب الارباب
جل جلالہ دے چکا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قید
لگادی تھی ما لم انه عنه یعنی تیرے لئے استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ رب العزۃ
جل جلالہ نے منع فرما دیا اب اُس سے استناد خرط القتاد۔

ثانیاً خود .. وعدہ ہی کلمہ طیبہ سے انکار حسن کرار شاد ہوا تھا دیکھو حدیث دوم پھر اسے
دلیل اسلام ٹھہرانا عجب ہے۔

شبہہ سادسہ حکایت جامع الاصول **اقول** سیّد اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم
مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابوطالب کو مشرک کہتے باوصف
حکم اقدس غسل وکفن میں تامل عرض کرتے سید السادات سید الکائنات علیہ و
علیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات اسے مقرر رکھتے، جنازہ میں شرکت سے باز
رہتے۔ سیدنا جعفر بن ابی طالب و امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ
اسلام ترکہ کفار سے محرومی پاتے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی

وجہ کفر ابی طالب بیان فرماتے امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختن اہلبیت اسے کافر کا ترکہ مومن کو نہ ملنے کی دلیل ٹھہراتے۔ سیدنا عباس عمِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے حال سے سوال کرکے وُہ جواب پاتے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت وان یھلکون الا انفسہم کا ابو طالب میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہشتم اور ام المومنین ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ہفتم امیرالمومنین علی برادر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت فرماتے ہیں یہ سروران وسرداران اہلبیت کرام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اِن کے بعد وہ کون سے اہلبیت قائل اسلام ابو طالب ہُوئے کیا قرآن وحدیث و اطباق ائمہ قدیم وحدیث کے مقابل ایسی حکایات بے زمام وخطام کچھ کام دے سکتے ہیں حاشا لاجرم شیخ محقق مدارج النبوۃ[۱۳۵] میں فرماتے ہیں:

> ازاعمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ وعباس مسلمان نہ شدہ اند وابو طالب وابولہب زمان اسلام را دریافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ جمہور علماء برین اند وصاحب جامع الاصول آوردہ کہ زعم اہلبیت آن ست کہ ابو طالب مسلمان از دنیا رفتہ واللہ اعلم بصحتہ کذا فی روضۃ[۱۳۶] الاحباب۔

اقول علماء کا جابجا کفر ابی طالب پر اجماع نقل فرمانا اور اسلام ابی طالب کا قول مزعوم روافض بتانا جس کے نقول اگلے فصول میں مذکور ومنقول اس حکایت بے سروپا کے رد کو بس ہے کیا باوصف خلاف ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہوسکتا یا معاذ اللہ ان کا خلاف لایعتد بہ ٹھہرا کر دعوے اتفاق فرما دیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلاف حاصل توجانب اجانب اعنی روافض قصر نسبت پر کیا حال پس عند التحقیق یہ حکایت بے اصل اور محکی عنہ معدوم وباطل ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقۂ روافض ہے مراد ہوں تو عجیب نہیں اور شبہہ زائل۔

شبہہ سابعہ عبارت شرح سفر السعادۃ اقول یہ تہمت محض ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

کی عبارتیں خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گزر چکیں جو اِس کی تکذیب کو بس ہیں۔ شیخ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ابوطالب کا کفر ثابت کرتی ہے علمائے سنت ابوطالب کا کفر مانتے ہیں شیعہ انھیں مسلمان جانتے ہیں اُن کے دلائل مردود و باطل ہیں اِن سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا محل ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آباد و اجداد حضور سید انام علیہ افضل الصلاۃ والسلام تحریر فرمائی ہے حیث قال متاخران ثابت کردہ اند کہ آباد و اجداد آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و مصفا بودند از دنس شرک و کفر باری کم از ان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند وصرفِ نگاہ دارند۔

شبہہ ثامنہ وصیت نامہ **اقول اولاً** وہ ایک حکایت منقطعہ ہے جس کا منتہائے سند ایک رافضی غالی، مواہب شریف میں جس سے عمرو ناقل یہ وصیت نامہ یوں منقول حکی عن ھشام بن السائب الکلبی او ابیہ انہ قال لما حضرت اباطالب الوفاۃ جمع الیہ وجوہ قریش الخ یعنی ہشام بن محمد بن سائب کلبی کوفی یا اُس کے باپ کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابوطالب نے مرتے وقت عمدگان قریش کو جمع کرکے وصیت کی۔ ہشام وکلبی دونوں رافضی مطعون ہیں میزان الاعتدال میں ہے:

قال البخاری ابو النضر الکلبی ترکہ یحییٰ وابن مھدی قال علی ثنا یحییٰ عن سفیان قال الکلبی کلما حدثتک عن ابی صالح فھو کذب وقال یزید بن زریع ثنا الکلبی وکان سبائیا قال الاعمش اتق ھذہ السبائیۃ فانی ادرکت الناس وانما یسمونھم الکذابین البیتوذکی سمعت ھماما یقول سمعت الکلبی یقول انا	امام بخاری نے فرمایا کلبی کو امام یحییٰ بن معین و امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے متروک کیا امام سفیان فرماتے ہیں مجھ سے کلبی نے کہا جتنی حدیثیں میں نے آپ کے سامنے ابوصالح سے روایت کی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں یزید بن زریع نے کہا کلبی رافضی تھا امام سلیمان اعمش تابعی نے فرمایا کہ ان رافضیوں سے بچو میں نے علماء کو پایا کہ ان کا نام کذاب رکھتے تھے۔ ہمام کہتے ہیں میں نے خود کلبی کو کہتے سنا کہ

سبائی عن ابی عوانة سمعت کلبی
یقول کان جبرئیل یملی الوحی علی
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فلما دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم الخلاء جعل یملی علی علی قال
الجوزجانی وغیرہ کذاب وقال الدارقطنی
وجماعة متروک قال ابن حبان
مذھبہ ووضوح الکذب فیہ اظھر
من ان یحتاج الی وصفہ لا یحل
ذکرہ فی کتب فکیف الاحتجاج بہ
اھ ملتقطا۔

میں رافضی ہوں ابو عوانہ کہتے ہیں کلبی نے
میرے سامنے کہا کہ جبرئیل نبی کو وحی لکھاتے
تھے جب حضور بیت الخلا کو تشریف
لے جاتے تو مولیٰ علی کو لکھانے لگتے،
جوزجانی وغیرہ نے کہا کلبی کذاب ہے۔
دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا
متروک ہے ابن حبان نے کہا اُس کا مذہب
اور اُس میں کذب کا وضوح ایسا روشن
ہے کہ محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا
ذکر کرنا حلال نہیں نہ کہ اُس سے سند لانا۔

اُسی میں ہے:

هشام بن محمد بن السائب الکلبی
احمد بن حنبل انما کان صاحب
اخبار ونسب ما ظننت ان احدا
یحدث عنہ وقال الدارقطنی
وغیرہ متروک وقال ابن عساکر
رافضی لیس بثقة۔

امام احمد نے کلبی کے بیٹے ہشام کی نسبت
فرمایا وہ تو یہی کچھ کہانیاں کچھ نسب نامے
جانتا تھا مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اُس سے
حدیث روایت کرے گا امام دارقطنی وغیرہ
نے فرمایا متروک ہے امام ابن عساکر نے
کہا رافضی نامعتمد ہے۔

ثانیاً خود اُسی وصیت نامہ میں وہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اُن حاضرین سے کہا:

قد جاء بما تقبلہ الجنان وانکرہ
اللسان مخافة الشنان۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس
وہ بات لے کر آئے جسے دل نے مانا اور
زبان نے انکار کیا اس خوف سے کہ لوگ
دشمن ہو جائیں گے۔

علامہ زرقانی اُس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لما تعیرونه به من تبعیته لابن اخیه - یعنی وُہ خوف یہ ہے کہ تم عیب لگاؤ گے کہ اپنے بھتیجے کا تابع ہوگیا یعنے بھتیجا تو بیٹے کی مثل ہے اُنھیں امام بناتے آپ غلام بنتے عار آتی ہے تم طعنہ کرو گے اس لیے اسلام سے انکار ہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔

ثالثاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول مگر جب اوروں کو وصیت ہو خود جاہلِ حیث ہو تو اس سے کیا حصول قال اللہ تعالیٰ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ؕ اللہ کو سخت دشمن ہے یہ بات کہ کہو اور نہ کرو تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ اوروں کو ترغیب دینا اور آپ بچنا وہی انداز وقت مرگ برتا۔

اصابہ[۱۳۱] میں فرمایا:

اما امر ابی طالب ولدیه باتباعه فترك ذلك من جملة العناد وهو ایضاً من حسن نصرته له وذبه عنه ومعاداته قومه بسببه۔

رہا ابوطالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو خود اُس کا ترک کرنا یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی اُسی خوبی مدد وحمایت اور حضور کے باعث اپنی قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔ یعنی جہاں وُہ سب کچھ تھا این ہم برعلم ایمان بے اذعان ملنا کیا امکان ولہذا علمائے کرام جہاں ابوطالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی الکفر کی بھی تصریح کرجاتے ہیں اسی مواہب لدنیہ اور اُن کی دُوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اُوپر گزرے۔

مجمع البحار[۱۳۲] میں ہے،

فی العاشرة د نا موت ابی طالب فوصی بنی المطلب باعانته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ومات فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنه ان عمك الضال قدمات قال فاغسله وكفنه وواره غفر اللہ له فجعل یستغفر له ایاما حتی نزل ماکان للنبی - یعنی نبوت سے دسویں سال ابوطالب کو موت آئی بنی مطلب کو مددگاری نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے وصیت کرکے مرگئے۔ اس پر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی: حضور کا گمراہ چچا مرگیا۔ فرمایا نہلا کفنا کر دبا دے اللہ اُسے بخشے کچھ دنوں دعائے مغفرت فرماتے رہے یہاں تک کہ آیت اُتری نبی کو روا نہیں کہ مشرکوں جہنمیوں کی بخشش مانگے۔
علامہ حفنی حاشیہ شرح ہمزیہ میں لکھتے ہیں:

قال القرطبی فی المفھم کان ابو طالب یعرف صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل ما یقولہ و یقول لقریش تعلمون واللہ ان محمدا لم یکذب قط ویقول لابنہ علی اتبعہ فانہ علی الحق غیر انہ لم یدخل فی الاسلام ولم یزل علی ذٰلک حتی حضرتہ الوفاۃ فدخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طامعاً فی اسلامہ وحریصاً علیہ باذلا فی ذٰلک جھدہ مستفرغا ما عندہ ولکن عاقت عن ذٰلک عوائق الاقدار التی لا ینفع معھا حرص ولا اعتذار۔

یعنی امام قرطبی نے مفہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا ابوطالب خوب جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے قریش سے کہتے خدا کی قسم تمھیں معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے کہتے ان کے پیرو رہنا کہ یہ حق پر ہیں یہ سب کچھ تھا مگر خود اسلام میں نہ آئے موت آنے تک اُسی حال پر رہے اُس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف فرما ہوئے اس امید پر کہ شاید مسلمان ہوجائیں اس کی حضور کو سخت خواہش تھی جو کچھ کوشش ممکن تھی سب خرچ فرمادی مگر وہ تقدیریں آڑے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے نہ عذر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

شبہہ تاسعہ الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہوگئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے محض مہملات تھے اب ایک شبہہ باقی رہا جس سے زمانۂ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ اسلام ابی طالب میں استناد کیا اور اکابر ائمہ و علمائے اہل سنت مثل امام اجل بیہقی و امام جلیل سہیلی و امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدر الدین محمود عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیاربکری

وعلّامہ محمد زرقانی وشیخ محقق دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا یعنی کے لیے تو اسی قدر سے جواب ظاہر ہوگیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے ائمہ وعلمائے اہلسنت مگر تتمیم فائدہ کے لیے فقیر غفرلہ المولی القدیر وہ شبہہ اور علماء کے اجوبہ ذکر کرکے جو کچھ فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوا تحریر کرے وباللہ التوفیق

ابن اسحاق نے سیرت میں ایک روایت شاذہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ کہ ابوطالب کے مرض الموت میں اشراف قریش جمع ہوکر ان کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سمجھا دو کہ ہمارے دین سے غرض نہ رکھیں ہم اُن کے دین سے تعرض نہ کریں ابوطالب نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاکر عرض کی۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ ایک بات کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہوجاؤ اور عجم تمہاری مطیع۔ ابوجہل لعین نے عرض کی: حضور ہی کے باپ کی قسم ایک بات نہیں دس باتیں۔ فرمایا: تو لا الٰہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر کافر تالیاں بجاکر بھاگ گئے۔ ابوطالب کے منہ سے نکلا خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو اُن سے نہ چاہی تھی۔ اس کہنے سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمید پڑی کہ شاید یہی مسلمان ہوجائے۔ حضور نے بار بار فرمانا شروع کیا: اے چچا! تو ہی کہہ لے جس کے سبب سے میں تیری شفاعت روزِ قیامت حلال کرلوں۔ جب ابوطالب نے حضور کی شدتِ خواہش دیکھی، کہا: اے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی خود ابوطالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہوا، کلمہ پڑھ لیا، تو میں پڑھ لیتا اور وہ بھی کس طرح پڑھتا لا اقولہا الا لاسرک بہا صرف اس لیے کہ حضور کی خوشی کردوں۔ یہ باتیں نزع میں تو ہو ہی رہی تھیں جب روح پرواز کرنے کا وقت نزدیک آیا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے لبوں کو جنبش دیکھی کان لگاکر سنا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یاابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ ان یقولہا اے میرے بھتیجے خدا کی قسم میرے بھائی نے وُہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اُس سے کہلواتے تھے قال فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم اسمع سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے نہ سُنی۔ یہ وہ روایت ہے علماء نے اس سے پانچ جواب دیے:

اوّل یہ روایت ضعیف ومردود ہے۔ اِس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے۔ یہ یہ جواب امام بیہقی پھر امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدرالدین محمود عینی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیار بکری و علامہ زرقانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ خمیس میں ہے:

قال البیہقی انہ منقطع الخ وسیأتی تمامہ۔

عمدۃ القاری میں ہے: فی سندہ من لم یسم۔

شرح مواہب میں ہے: روایۃ ابن اسحاق ضعیفۃ۔

اُسی میں ہے: فیہ من لم یسم۔

شرح ہمزیہ میں ہے: روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسر الیہ الاسلام عند موتہ۔

اصابہ میں ہے: لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعۃ اثبت فیہ اسلام ابی طالب منہا ما اخرجہ عن محمد بن اسحٰق الی ان قال بعد نقل متمسکات الرافضی) اسانید ھذہ الاحادیث واھیۃ۔

یعنی میں نے ایک رافضی کا رسالہ دیکھا جس میں اُس نے بعض روایات سے اسلام ابی طالب ثابت کرنا چاہا ہے۔ ازاں جملہ یہ روایت ابن اسحٰق ہے۔ ان سب کی سندیں واہی ہیں **اقول** وباللہ التوفیق ھٰہنا امور یجب التنبہ لہا۔

اولہا لیس المنقطع ھہنا فی کلام البیہقی بالاصطلاح المشہور عند الجمہور انہ الذی سقط من سندہ راوٍ اما مطلقا او بشرط ان لا یسقط ازید من واحد علی التوالی وھو المرسل علی الاول ومنہ علی الثانی باصطلاح الفقہاء واھل الاصول واذا نظفت رجالہ فعندنا وعند الجمہور مقبول کیف وذلک خلاف الواقع فی روایۃ ابن اسحاق فان سندہ علی ما رأیت فی سیرۃ ابن ہشام ونقلہ الحافظ وغیرہ فی الفتح وغیرہ ھکذا **حدثنی** العباس بن عبد اللہ بن معبد عن بعض اھلہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وھذا لا انقطاع فیہ کما تری ولا مساغ لارادۃ الانقطاع من قبل ان ابن عباس لم یدرک الواقعۃ

فانہ انما ولد عام مات ابو طالب و لد قبل الهجرة بثلث سنين كما فی التقریب وكذلك اخرج ابن الجزار موت ابی طالب قبل ھجرتہ صلى الله تعالیٰ علیہ وسلم بثلث سنين كما فی المواھب و ذلك لان مراسیل الصحابة مقبولة بالاجماع و لا عبرة بمن شذ فی تقریب النووی ھذا كله فی غیر مرسل الصحابی اما مرسله فمحكوم بصحته على المذھب الصحیح قال فی التدریب قطع به الجمھور من اصحابنا وغیرھم واطبق علیه المحدثون وفی مسلم الثبوت ان كان من الصحابی یقبل مطلقا اتفاقا ولا اعتداد لمن خالف اھ وانما سماه البیھقی منقطعا على اصطلاح له ولشیخه الحاكم ان المبھم ایضا من المنقطع فی التقریب والتدریب (اذا قال) الراوی فی الاسناد (فلان عن رجل عن فلان فقال الحاكم) ھو (منقطع لیس مرسلا وقال غیره مرسل) قال العراقی كل من القولین خلاف ما علیه الاكثرون فانھم ذھبوا الى انه متصل فی سنده مجھول وزاد البیھقی على ھذا فی سننه فجعل ما رواه التابعی عن رجل من الصحابة لم یسم مرسلا اھ مختصرا وفیھا النوع العاشر المنقطع الصحیح الذی ذھب الیه الفقھاء والخطیب وابن عبد البر وغیرھما من المحدثین ان المنقطع ما لم یتصل اسناده على ای وجه كان انقطاعه) فھو والمرسل واحد (واكثر ما یستعمل فی روایة من دون التابعی عن الصحابة كما لك عن ابن عمر وقیل ھو ما اختل منه رجل قبل التابعی) الصواب قبل الصحابی (محذوفا كان) الرجل (او مبھما كرجل) ھذا بناء على ما تقدم ان فلانا عن رجل یسمى منقطعا وتقدم ان الاكثرین على خلافه ثم ان ھذا القول ھو المشھور لشرط ان یكون الساقط واحدا فقط او اثنین لا على التوالی كما جزم به العراقی وشیخ الاسلام اھ ملخصا۔

ثانیھا لیس المبھم من المجھول المقبول عندنا وعند كثیر من الفحول او اكثرھم فان الراوی اذا لم یرو عنه الا واحد فمجھول العین نمشیه نحن و كثیر من المحققین واذا زكی ظاھرا لا باطنا فمستور نقبله نحن واكثر المحققین

کما بینتہ فی منیرا لعین فی حکم تقبیل الا بہامین وظاہران شیئا من ہذا لا یعرف الا بالتسمیة فالمبہم لیس منہما فی شیئ بل ہو کمجہول الحال الذی لم تعرف عدالتہ باطنا ولاظاہرا وان خصصناہ ایضا بمن سمی فلیس من المجہول المصطلح علیہ اصلا وان کان یطلق علیہ اسم المجہول نظرا الی المعنیٰ اللغوی وتحقیق الحکم فیہ ان ابہام راو غیرالصحابی بغیرلفظ التعدیل کحدثنا ثقة لیس کحذفہ عندنا فی القبول فان الجزم مع الاسقاط امارة الاعتماد بخلاف الاسناد قال فی مسلم الثبوت وشرح فواتح الرحموت (قال رجل لا یقبل فی) المذہب (الصحیح) ولیس ہذا کالارسال کما نقل عن شمس الائمة لان ہذا روایة عن مجہول والارسال جزم بنسبة المتن الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہذا لایکون الا بالتوثیق فافترقا (بخلاف) قال ثقة اورجل من الصحابة لان ہذا روایة ثقة لان الصحابة کلہم عدول (ولو اصطلح علی معین) معلوم العدالة علی التعبیر برجل (فلا اشکال) فی المقبول اھ **اقول** ویتراأی لی استثناء من ابہم وقدعلم من عادتہ انہ لایروی الا عن ثقة کالامام الاعظم والامام احمد وغیرہما ممن سمیناہم فی منیرالعین فان المبہم اما من مجہول الحال اوکمثلہ وقدصرحوا فیہ بہذا التفصیل قال فی الکتابین (فی روایة العدل) عن المجہول (مذاہب) احدہا (التعدیل) فان شان العدل ان لایروی الاعن عدل (و) الثانی (المنع) لجواز روایتہ تعویلا علی المجتہد انہ لایعمل الا بعد التعدیل (و) الثالث (التفصیل بین من علم) من عادتہ (انہ لایروی الاعن عدل) فیکون تعدیلا (اولا) فلا (وہو) ای الثالث (الاعدل) وہوظاہر اھ باختصار۔

ثالثہا لیس الحکم علی کافر معلوم الکفر لاسیما المدرک صحبة لغویة بطریان الاسلام من باب الفضائل المقبول فیہ الضعاف باتفاق الاعلام کیف وانہ یبتنی علیہ کثیر من الاحکام کتحریم ذکرہ الا بخیر ووجوب تعظیمہ

وطلب الترضی علیہ اذا ذکر بعد ما کان ذالک سرا ما بل ربما الخبر الی الکفر و العیاذ باللہ تعالیٰ وقبول قولہ فی الروایات ان وقعت الی غیر ذلک والیقین لایزول بالشک والضعیف لایرفع الثابت. وانما السر فی قبول الضعاف حیث تقبل انہا ثمہ لم تثبت شیئا لم یثبت کما حققناہ بما لامزید علیہ ما دفع الاوھام المتطرقۃ الیہ فی رسالتنا الہاد الکاف فی حکم الضعاف. فاذالم تکن لتثبت مالم یثبت فکیف ترفع ما قد ثبت ما ھذا الاغلاط وشطط ھذا وانہ جدا فاتضح بحمد اللہ تعالیٰ ان الروایۃ ضعیفۃ واھیۃ وانہا فی اثبات ما ریم منہا غیر مغنیۃ ولا کافیۃ ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

ثانیا اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو اُن احادیث جلیلہ جزیلہ صحاح اصح کے مخالف تھی لہذا مردود ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب اُن کے مقابل کیا التفات کے قابل **اول** جواب اول بنظر سند تھا یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سنداً صحیح بھی ہوتی تو متناً شاذ تھی اور ایسا شذوذ قادح صحت یوں بھی ضعیف رہتی اب کہ سنداً بھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہر حال مردود و نامعتبر۔ یہ جواب بھی علمائے ممدوحین نے دیا اور امام قسطلانی و شیخ محقق نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔

خمیس[۱۳۱] میں بعد عبارت مذکورہ امام[۱۳۲] بیہقی سے ہے: والصحیح من الحدیث قد اثبت لابی طالب الوفاۃ علی الکفر والشرک کما رویناہ فی صحیح البخاری۔ یعنی حدیث صحیح ابو طالب کا کفر و شرک پر مرنا ثابت کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود بعینہٖ اسی طرح مواہب[۱۳۳] میں ہے۔ عمدہ[۱۳۴] میں بعد عبارت مذکورہ اور زرقانی میں امام حافظ الشان سے ہے ولو کان صحیحا لعارضہ حدیث الباب لانہ اصح منہ فضلا عن انہ لم یصح۔

اصابہ میں بعد کلام سابق ہے، وعلی تقدیر ثبوتہا فقد عارضہا ما ھو اصح منہا۔ پھر حدیث دوم لکھ کر فرمایا: فھذا ھو الصحیح الذی یرد الروایۃ التی ذکرھا ابن اسحٰق یہ حدیث روایت ابن اسحاق کو رد کر رہی ہے شرح ہمزیہ کی عبارت اوپر گزری صراحۃ

الاحادیث المتفق علی صحتہا ترد ذٰلک صریح حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسے رد کر رہی ہیں۔

مدارج النبوۃ میں ہے: در احادیث و اخبار اسلام وے نبوت نیافتہ جز انچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ کہ وے اسلام آورد نزدیک بوقت مرگ دگفتہ کہ چون قریب شد موت وے عباس گفت یا ابن اخی واللہ تحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو او را بدن ودر روایتی آمدہ کہ آں حضرت گفت من نشنیدم باآنکہ حدیث اثبات کردہ است برای ابو طالب کفر را۔اھ مختصراً۔

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے یہاں ہامش مدارج پر اپنی دو حاشیے لکھے پائے جن کی نقل خالی از نفع نہیں۔

ل قول شیخ جز انچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ پر باین عبارت **اقول** ایں استثنا منقطع ست ائمہ فن ہمچو امام بیہقی و امام ابن حجر عسقلانی و امام عینی و امام ابن حجر مکی و غیرہم تصریح کردہ اند بضعف این روایت زیرا کہ در دراوے مبہم واقع شدہ باز بمخالفت صحاح منکر ست و شیخ در آخر کلام خود اشارہ بضعف او میکند کہ باآنکہ حدیث صحیح اثبات کردہ است الخ معلوم شد کہ این صحیح نیست۔دوم قول شیخ و در روایتی آمدہ پر بایں الفاظ **اقول** این لفظ ایہام میکند آں را کہ اینجا دو روایت ست و روایت مذکورہ ابن اسحٰق عاری ست از ذکر رد فرمودن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول مبارکش لم اسمع حالانکہ نہ چنان ست بلکہ این تتمہ ہمان روایت ابن اسحاق ست برین معنی آگاہ باید بود۔

ثالثاً خود قرآن عظیم اسے رد فرما رہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار سے کیوں ممانعت آتی۔یہ جواب حافظ الشان کا ہے اور اُسے خمیس میں بھی ذکر کیا۔

اصابہ میں بعد عبارت مذکورہ قریبہ ہے: اذ لوکان قال کلمۃ التوحید مانہا اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الاستغفار لہ **اقول** استغفار سے نہی کفر میں صریح نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں میت

مدیوں کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے ممنوع تھے۔ علمائے متاخرین نے حدیث استاذنت سابق
ان استغفر لامی فلم یاذن لی کا یہی جواب دیا ہے تو استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ
للمشرکین ولفظ اصحٰب الجحیم سے اولٰی وانسب ہے اگر کلمۂ اسلام پر موت ہوتی تو
رب العزۃ ابوطالب کو مشرک کیوں بتاتا اصحاب نار سے کیوں ٹھہراتا لاجرم یہ روایت بے اصل ہے
رابعاً **اقول** اُس میں ایک علت اور ہے حدیث صحیح چہارم دیکھیے خود یہی عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے پُوچھتے ہیں یارسول اللہ! حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو بھی کچھ نفع دیا وہ
حضور کا غمخوار طرفدار تھا ارشاد ہوا ہم نے اُسے سراپا جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرمادی کہ
ٹخنوں تک آگ ہے میں نہ ہوتا تو اسفل السافلین اُس کا ٹھکانا تھا۔ سبحٰن اللہ اگر عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمۂ توحید پڑھنا سُنتے تو اس سوال کا کیا محل تھا وہ
نہ جانتے تھے کہ الاسلام یجب ما قبلہ مسلمان ہوجانا گزرے ہُوئے سب اعمالِ بد کو
ڈھادیتا ہے۔ کیا وُہ نہ جانتے تھے کہ اخیر وقت جو کافر مسلمان ہوکر مرے بے حساب جنت میں
جائے من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پرانے
قصّے نصرت ویاری وحمایت وغمخواری یہ نہیں کہتے یارسول اللہ! وُہ تو کلمۂ اسلام پڑھ کر مرا ہے
یہ پُوچھتے ہیں کہ حضور نے اُسے بھی کُچھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتی کہ کون سے اعلیٰ درجات
جنت عطا فرمائے وہ حالت صحیح ہوتے تو پرواز سوال یُوں ہوتا کہ یارسول اللہ! ابوطالب کا
خاتمہ ایمان پر ہُوا اور حضور کے ساتھ اُن کی غایت محبت وکمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ
عزّوجل نے فردوسِ اعلیٰ کا کون سا محل اُنھیں کرامت فرمایا تو نظرِ انصاف میں یہ سوال ہی
اِس روایت کی بے اصلی پر قرینہ واضحہ ہے اور جواب تو جو ارشاد ہُوا ظاہر ہے والعیاذ
باللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے فتوائے سابقہ مختصرہ
میں ذکر کیا تھا اب شرح مواہب میں دیکھا کہ علامہ زرقانی نے بھی اِس کی طرف ایما کیا،
فرماتے ہیں: فی سوال العباس عن حالہ دلیل علی ضعف روایۃ ابن اسحٰق لانہ
لوکانت الشہادۃ عندہٗ لم یسئل لعلمہ بحالہ **اقول** یو ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہا جن کی طرف اس کی روایت نسبت کی جاتی ہے علاوہ اُس تفسیر کے جو آیت ثالثہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کہ وہ حضور پُر نور سیّد یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابو طالب کے بارے میں وہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سُن چکے ہیں جس میں ناری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابو طالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں نسخ و تغییر کو راہ نہیں مگر لازم بحکم حدیث صحیح صحیح مسلم باطل تو ملزوم بھی حلیہ صحت سے عاطل فافہم۔

خامسا یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہوتے ہیں اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کا کلمہ پڑھنا نہ سُنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا۔ یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے نہ سُنا اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکنار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقول ہو سکتی ہے **اقول** پہلے جوابوں کا حاصل سنداً یا متناً روایت کی تضعیف تھی اُس جواب میں اُسے ہر طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعی سے مس نہیں اُس سے یہ ثابت نہ ہوا کہ ابو طالب نے کلمہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے یہ جواب امام سہیلی نے روض الانف میں ارشاد فرمایا اور اُن کے بعد امام عینی و امام قسطلانی نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے: قال السہیلی ان العباس قال ذلك فی حال کونه علی غیر الاسلام ولو اداھا بعد الاسلام لقبلت منه **اقول** وباللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی ارشاد فرمایا کہ ہمارے مسامع قدسیہ تک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا اور نہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش بلیغ ہو نفس النفس اس حد شدت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وہ امر عظیم محبوب وقوع میں آئی ایسے سہل

لفظوں میں جواب دے دیا جائے لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم سُننے تو ٹھیک تھا یہ صریح ردِ شہادت ہے تو جو گواہی خدا و رسول رد فرما چکے دُوسرا اُس کا قبول کرنے والا کون ۔ وبهذا التحقيق الانيق استنارد لله الحمد ان الامام العينى لقد احسن اذا تقتصر فى نقل كلام الامام السهيلى على مامرو نعما فعل اذلم يتعد الى ما تعدى اليه الامام القسطلانى وتبعه العلامة الزرقانى حيث اثرا كلامه برمته واقرا عليه وهذا لفظهما (اجيب) كما قال السهيلى فى الروض (بان شهادة العباس لابى طالب لو ادّاها بعد ما اسلم كانت مقبولة ولم ترد) شهادته (بقوله عليه الصلاة والسلام لم اسمع لان الشاهد العدل اذا قال سمعت وقال من هو اعدل منه لم اسمع اخذ بقول من اثبت السماع) قال السهيلى لان عدم السماع يحتمل اسبابا منعت الشاهد من السمع (ولكن العباس شهد بذلك قبل ان يسلم) فلا تقبل شهادته اھ فليس الكلام فى ان عباسا اثبت والنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نفى فهما شهادتان جاءتا عندنا احدهما تثبت والاخرى تنفى فنقدم التى تثبت لو كان صاحبها عدلا ومعاذ الله ان تقدم على قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يقبل شهادة العباس ولم يركن اليها فهو صلى الله عليه وسلم قاض لا شاهد اخر وانما الشاهد العباس وحده فاذا لم يقبلها النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فمن يقبلها بعده هذا ما عندى وانا فى عجب عاجب ههنا من كلام هؤلاء الاعلام الاكابر فامعن النظر لعل له معنى قصرت عنه يد فهمى القاصر ۔ یہ اجوبہ علماء ہیں اور بحمد اللہ کافی ووافی وصافی ہیں ۔ وانا اقول وباللہ التوفیق ۔

سادساً ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت ۔ اُنھیں احادیث صحیحین کی مثل سنداً ومتناً ہر طرح اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بروجہ کمال مقبول ونجیح پھر بھی نہ مستدل کو نافع نہ کفر ابی طالب کی اصلاً دافع ۔ آخر جب بحکم احادیث جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک وناری بنا رہی ہے تو یہ تو کسی کے مٹائے مٹتا نہیں یہ دوسری

حدیث کہ فرضاً اُسی پلّہ کی صحیح وجلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے کہ ابو طالب نے اخیر وقت لا الٰہ الا اللہ کہا یہ نہیں بتاتے کہ وہ وقت کیا تھا آخر وقت دو ہیں ایک وُہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں اور وقت وقت قبول ایمان ہے دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت غرغرہ ہو پردے اُٹھ جائیں جنت و نار پیش نظر ہو جائیں یؤمنون بالغیب کا محل نہ رہی کافر کا اس وقت اسلام لانا بالاجماع مردود و نامقبول ہے اللہ عزّوجل فرماتا ہے: فلم یك ینفعھم ایمانھم لما رأو باسنا سنۃ اللّٰہ التی قد خلت فی عبادہ وخسر ھنالك الکٰفرون رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر رواہ احمد والترمذی وحسنہ وابن ماجۃ والحاکم وابن حبان والبیھقی فی الشعب کلھم عن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اب اگر وقت اول کہنا مانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع اُن احادیث صحیحہ کے اس حدیث صحیح مفروض سے مناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو رد کیے بغیر چارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر مانتے ہیں تو آیت واحادیث سب حق وصحیح ٹھہرتے ہیں اور تناقض وتعارض بے تکلف دفع ہُوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور پڑھا مگر کب اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا لہٰذا حکم شرک و نار برقرار رہا قال اللہ تعالٰی حتی اذا ادرکہ الغرق قال اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین ○ اٰلٰئن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین ○ صورت اولٰی ظاہر البطلان لہٰذا شق اخیر ہی لازم الاذعان اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی تو قطعاً یہی صورت واقع ہُوئی اور وُہ ضرور قرین قیاس بھی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُن کے قریب مرگ ہی جلوہ فرما ہُوئے ہیں۔ اسی حالت میں کفار قریش سے وہ محاورات ہُوئے سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے باربار باصرار دعوت اسلام فرمائی کفار نے ملّتِ کفر پہ قائم رہنے میں جان لڑائی آخر پچھلا جواب وُہ دیا کہ ابو طالب ملت جاہلیت پر جاتا ہے یہاں تک بات چیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اُٹھے غیب سامنے آیا اُس نار نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبر کالمعاینۃ اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں ڈوبتا سوار پکڑتا ہے اب لا الٰہ الا اللہ کی

قدر آئی کہنا چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لبوں کو جنبش ہوئی مگر بے سود کہ وقت نکل چکا تھا انا للہ و انا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلمہ پڑھا اور قرآن وحدیث تو قطعاً سچے ہیں کہ حکم کفر بدستور رہا والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

سابعاً اس سے بھی درگزر یئے یہ بھی مانا کہ حالت غرغرہ سے پہلے ہی پڑھا ہے پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے دل کے حال کا عالم خدا ہے کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسے کافر بتائے تو ہم اُس کے کلمہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو ایمان زبان سے کلمہ خوانی کا نام نہیں حبیب دلوں کا مالک اُس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و اسلام نہیں آخر نہ سُنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر نشھد انک لرسول اللہ کہنے پر کیا ارشاد ہوا وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ ان المنفقین لکٰذبون ۵ غرض لاکھ جتن کیجیے آیت برأت سے برأت ملے یہ شدنی نہیں رہے گی ہمان آتش درکاسہ کہ تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم ۵ والعیاذ باللہ رب العلمین اللھم ارحم الراحمین صل وسلم و بارك علی السید الامین الاتی من عندك بالحق المبین اللھم بقدرتك علینا وفاقتنا الیك ارحم عجزنا یا ارحم الراحمین اٰمین اٰمین اٰمین والحمد للہ رب العلٰمین لا الٰہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ محمد رسول اللہ ودیعۃ عند اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و اٰلہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین بحمداللہ ازاحت شبہات سے بھی بروجہ احسن فراغ پایا وھناك شبہ اخری اوھن واھون لم نوردھا اذلم تعرض ولم تعرف فلا نطیل الکلام بایرادھا ولنطوھا علی غرھا المیعادھا اب بقیہ سوال کا جواب لیجیے اور اس رسالہ میں جن ائمہ وعلماء وکتب سے یہ مسئلہ ثابت کیا آخر میں اُن کے اسماء شمار کر دیجیے نہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہلی آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر خلاف سے ہاتھ اٹھائے لہذا

تین فصل کا وصل اور مناسب کہ تلک عشرۃ کاملہ جلوہ دکھائے۔

فصل ہشتم

جب ابو طالب کا کفر ادلّہ کالنہار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار اگر اخبار ہے تو اللہ عزوجل پر افترا کفار کو رضائے الٰہی سے کیا بہرہ اور اگر دعا ہے کماھو الظاھر تو دعا بالمحال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ استہزاء ایسی دعا سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہی فرمائی۔ کما فی الصحیحین وقد بیناہ فی رسالتنا ذیل المدعا لاحسن الوعا التی ذیلنا بھا رسالۃ احسن الوعاء لاٰداب الدعاء لخاتمۃ المحققین سیّدنا الوالد قدس سرہ الماجد علماء نے کافر کے لیے دعائے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اُس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے پھر دعائے رضوان تو اُس سے بھی ارفع و اعلیٰ فان السید قد یعفو عن عبدہ وھو عنہ غیر راض کما ان العبد ؎ بما یحب سیدہ وھو علی امرہ غیر ماض وحسبنا اللہ ونعم الوکیل امام محمد محمد حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں: صرح الشیخ شھاب الدین القرافی المالکی بان الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبر بہ ولھٰذا قال المصنف وغیرہ ان کانا مؤمنین۔ یعنی امام شہاب قرافی مالکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے کہ اللہ عزوجل نے جو خبر دی اُس کا جھُوٹا کرنا چاہتا ہے اس لیے منیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگادی کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وُہ مسلمان ہوں۔ پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ تقدم انہ کفر اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔

ردالمحتار میں ہے: الدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلا ولا شرعا ولتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت فالحق ما فی الحلیۃ۔

درمختار میں ہے: الحق حرمۃ الدعاء بالمغفرۃ للکافر حق یہ ہے کہ کافر کی

دعائے مغفرت حرام ہے۔

اسی طرح بحر الرائق میں ہے:

اقول وما نحا الیہ العلامۃ الشامی من عدم جواز عفو الکفر عقلا فانما
بتع فیہ الامام النسفی صاحب عمدۃ الکلام وشرذمہ قلیلۃ من اھل السنۃ و
الجمہور علی امتناعہ شرعا وجوازہ عقلا کما فی شرح المقاصد والمسامرہ وغیرھما
وبہ تقضی الدلائل فھو الصحیح وعلیہ التعویل فاذن الحق ما ذھب الیہ البحر
وتبعہ فی الدر وتمام الکلام فی ھذا المقام فیما علقناہ علی رد المحتار۔

ہاں ابولہب و ابلیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور خون انصاف کرنا ہے ابوطالب
کی عمر خدمت وکفالت ونصرت وحمایت حضرت رسالت علیہ وعلی الہ الصلاۃ والتحیۃ میں
کٹی اور یہ ملاعنہ در پردہ و علانیہ درپے ایذا و اضرار ہے کہاں وہ جس کا وظیفہ مدح وستائش
ہو اور کہاں وہ شقی جس کا ورد ذم ونکوہش ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے مصروف
مگر بتسخیر تقدیر نفع اسلام میں مصروف اور دوسرا مردود ومتمرد وعدو ومعاند ہمہ تن کسر بیضۂ اسلام
میں مشغوف ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابوطالب پر تمام کفار سے کم عذاب ہے اور یہ اشقیا
اُن میں ہیں جن پر اشد العذاب ہے ابوطالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ ملاعنہ اُن میں
کہ لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل اُن کے اوپر آگ کی تہیں ہیں اور اُن کے
نیچے آگ کی تہیں لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ نیچے آگ کا بچھونا اور اوپر
آگ کے لحاف سراپا آگ ہر طرف سے آگ والعیاذ باللہ رب العلمین بلکہ دونوں کا
ثبوت کفر بھی ایک سا نہیں ابوطالب کے باب میں اگرچہ قول حق وصواب وہی کفر وعذاب
اور اس کا خلاف شاذ ومردود وباطل ومطرود پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف
پر تکفیر کا احتمال ہو اور ان اعدا اللہ کا کافر وابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا
منکر خود جہنمی کافر تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت کفر یکساں نہ عمل یکساں نہ سزا یکساں ہر جگہ

فرق زمین و آسمان پھر مماثلت کہاں نسأل اللہ سلوك سوی الصراط و نعوذ با اللہ من التفریط والافراط۔

فصل نہم

اُن ائمۂ دین و علمائے معتدین کے ذکر اسمائے طیبہ میں جنھوں نے کفر ابی طالب کی تصریح و تصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری فمن الصحابۃ

۱۔ امیر المومنین صدیق اکبر　　۲۔ امیر المومنین فاروق اعظم

۳۔ امیر المومنین علی مرتضیٰ　　۴۔ حبر الامۃ سیدنا عبد اللہ بن عباس

۵۔ حافظ الصحابۃ سیدنا ابو ہریرہ　　۶۔ صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی

۷۔ حضرت سیدنا عباس عمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۸۔ سیدنا ابو سعید خدری　　۹۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری

۱۰۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق

۱۱۔ سیدنا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۲۔ حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

پہلے چھ حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور انس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد بیان فرماتے ہیں اور ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی ابلغ ہے **ومن التابعین** (۱۳) آدم آل عبا زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و کرم وجوہھم (۱۴) امام عطاء بن ابی رباح اُستاذ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلۂ ائمہ محدثین و مفسرین تابعین سے ہیں (۱۶) سعید بن محمد ابو السفر تابعی ابن التابعی ابن الصحابی نبیرہ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ومن تبع تابعین** (۱۸) عالم المدینۃ امام دار الہجرۃ سیدنا

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۹) محرر المذہب مرجع الدنیا فی الفقہ والعلم سیدنا امام محمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۰) امام تفسیر مقاتل بلخی (۲۱) سلطان اسلام خلیفۃ المسلمین جن کے
آنے کی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بشارت دی تھی کہ منا السفاح
ومنا المنصور ومنا المہدی ہمیں میں سے ہوگا سفاح اور ہمیں میں منصور اور ہمیں میں
مہدی رواہ الخطیب وابن عساکر وغیرہما بطریق سعید بن جبیر عنہ
قال السیوطی قال الذہبی اسنادہ صالح بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے رواہ کذٰلک الخطیب من طریق الضحاک عن ابن عباس و
ابن عساکر فی ضمن حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم رضاہ
الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعنی امام ابوجعفر منصور زبیر زادہ ابن عم
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن اتباع التبع ومن یلیہم (۲۲) امام الدنیا فی
الحفظ والحدیث ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (۲۳) امام اجل ابوداؤد سلیمان بن اشعث
سجستانی (۲۴) امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (۲۵) امام ابوعبداللہ بن یزید ابن
ماجہ قزوینی یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبداللہ بن المعتز
کا ہے۔ وممن بعدہم من المفسرین (۲۶) امام محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی
(۲۷) امام ابواسحٰق زجاج ابراہیم بن السری (۲۸) جار اللہ محمود بن عمر خوارزمی زمخشری
(۲۹) ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب بسیط ووسیط ووجیز (۳۰) امام
اجل محمد بن عمر فخر الدین رازی (۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خوبی دمشقی
مکمل الکبیر (۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابی الفتح سیرافی شفار صاحب
تقریب (۳۳) امام ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بیضاوی (۳۴) امام علامۃ الوجود مفتی ممالک
رومیہ ابوالسعود بن محمد عمادی (۳۵) علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب
تفسیر لباب شہیر بہ خازن (۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد محلی (۳۷) علامہ سلیمان
جمل وغیرہم من یاتی۔ ومن المحدثین والشارحین (۳۸) امام اجل احمد بن حسین بیہقی
(۳۹) حافظ الشام ابوالقاسم علی بن حسین بن ہبۃ اللہ دمشقی شہیر با بن عساکر (۴۰) امام

ابوالحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری (۴۱) امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن احمد سہیلی (۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (۴۳) امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم (۴۴) امام ابوالسعادات مبارک بن محمد ابی الکرم معروف بابن اثیر جزری صاحب نہایہ وجامع الاصول (۴۵) امام جلیل محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری (۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح مشکوٰۃ (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری (۴۸) علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس (۴۹) امام حافظ الشان ابوالفضل شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی (۵۰) امام جلیل بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی (۵۱) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی صاحب تنقیح الاصول (۵۲) امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (۵۳) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری (۵۴) علامہ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی (۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی (۵۷) علامہ زین العابدین عبدالرؤف محمد شمس الدین مناوی (۵۸) امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی (۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی اخباری (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحباب (۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملۃ والدین علی بن حسام الدین متقی مکی (۶۲) علامہ شہاب الدین احمد خفاجی شارح شفا (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی (۶۴) علامہ محمد حفنی محشی افضل القری (۶۵) علامہ طاہر فتنی مختصر نہایہ (۶۶) شیخ محقق مولانا عبدالحق بن سیف الدین بخاری دہلوی (۶۷) علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی مصری (۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین وغیرہم ممن مضی ویجیٔ **ومن الفقہاء والاصولیین** (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والسلمین علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ (۷۰) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز (۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام (۷۲) امام جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ

(۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد ابن امیر الحاج حلبی (۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمن (۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح منیہ (۶) علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر (۸) ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد لکھنوی (۹) علامہ سید احمد مصری طحطاوی (۱۰) علامہ سید محمد افندی ابن عابدین شامی وغیرھم ممن تقدم رحمہم اللہ تعالیٰ علماءنا جمیعا من تاخر منہم ومن تقدم آمین۔

فصل دہم

اُن کتابوں کے نام جن کی نقول دربارہ ابو طالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں:

کُتبِ تفسیر

۱۔ معالم التنزیل امام بغوی (۲) مدارک التنزیل امام نسفی (۳) انوار التنزیل امام بیضاوی (۴) ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم للمفتی العلامۃ العمادی (۵) کشاف حقائق التنزیل للزمخشری (۶) مفاتیح الغیب للامام الرازی (۷) تکملہ المفاتیح للشمس الخوبی (۸) جلالین (۹) فتوحات الٰہیہ للشیخ سلیمٰن (۱۰) عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی للعلامۃ الشہاب (۱۱) معانی القرآن للزجاج (۱۲) فتوح الغیب للطیبی (۱۳) تقریب مختصر الکشاف للسیرافی (۱۴) بسیط للواحدی (۱۵) لباب التاویل فی معانی التنزیل للعلامۃ الخازن (۱۶) الاحکام لبیان مافی القرآن من الابہام للعسقلانی۔

کتبِ حدیث

(۱۷) صحیح بخاری (۱۸) صحیح مسلم (۱۹) سنن ابی داؤد (۲۰) جامع ترمذی (۲۱) مجتبیٰ نسائی (۲۲) سنن ابن ماجہ (۲۳) مؤطا امام مالک (۲۴) مؤطا امام محمد (۲۵) مسند امام شافعی (۲۶) مسند امام احمد (۲۷) شرح معانی الآثار (۲۸) مشکوٰۃ المصابیح (۲۹)

تیسیر الوصول الی جامع الاصول (۳۰) جامع صغیر (۳۱) منہج العمال للامام المتقی (۳۲) کنز العمال لہ (۳۳) منتخب کنز العمال لہ (۳۴) مصنف عبدالرزاق (۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ (۳۶) مسند ابی داؤد طیالسی (۳۷) مسند اسحٰق بن راہویہ (۳۸) طبقات ابن سعد (۳۹) کتاب موسٰی بن طارق ابوقرہ (۴۰) زیادات مغازی ابن اسحٰق لیونس بن بکیر (۴۱) صحیح ابن خزیمہ (۴۲) منتقی ابن زود (۴۳) مسند بزار (۴۴) مسند ابی یعلی (۴۵) معجم کبیر طبرانی (۴۶) معجم اوسط لہ (۴۷) فوائد تمام رازی (۴۸) کامل ابن عدی (۴۹) کتاب الجنائز لمروزی (۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شبہ (۵۱) کتاب ابی بشر (۵۲) فوائد سمویہ (۵۳) مستخرج اسماعیلی (۵۴) مستدرک حاکم (۵۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۵۶) سنن بیہقی (۵۷) دلائل النبوۃ (۵۸) سنن سعید بن منصور (۵۹) مسند فریابی (۶۰) مسند عبد بن حمید (۶۱) تفسیر ابن جریر (۶۲) تفسیر ابن المنذر (۶۳) تفسیر ابن ابی حاتم (۶۴) تفسیر ابوالشیخ (۶۵) تفسیر ابن مردویہ (۶۶) مغازی ابن اسحاق علی ماقررنا وحررنا۔

شروح حدیث

(۶۷) منہاج شرح مسلم للنووی (۶۸) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعینی (۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقسطلانی (۷۰) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للقاری (۷۱) تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی (۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر للعزیزی (۷۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی (۷۴) کواکب الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی (۷۵) مفہم شرح صحیح مسلم للقرطبی۔

کتب فقہ

(۷۶) ہدایہ (۷۷) کافی شرح الوافی کلاہما للامام النسفی (۷۸) فتح القدیر للمحقق (۷۹) کفایہ شرح ہدایہ (۸۰) حلیہ شرح منیہ للامام الحلبی (۸۱) غنیہ شرح منیہ للمحقق الحلبی (۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (۸۳) طحطاوی علی مراقی الفلاح للشرنبلالی (۸۴) رد المحتار علی الدر المختار

(۸۵) بنایہ شرح ہدایہ للعینی (۸۶) برہان شرح مواہب الرحمٰن کلاہما للطرابلسی۔

کتب سیر

(۸۷) مواہب لدنیہ و منح محمدیہ (۸۸) شرح مواہب للزرقانی (۸۹) صراط المستقیم للمجد (۹۰) شرح صراط المستقیم للشیخ (۹۱) مدارج النبوۃ لہ (۹۲) خمیس للدیاربکری (۹۳) اسعاف الراغبین للصبان (۹۴) روضۃ الاحباب (۹۵) تاریخ ابن عساکر (۹۶) روض سہیلی (۹۷) امتاع الاسماع للمقریزی

کتبِ عقائد واصول وعلوم شتی

(۹۸) فقہ اکبر للامام الاعظم (۹۹) شرح المقاصد للعلامۃ الماتن (۱۰۰) اصابہ فی تمیز الصحابہ للامام ابن حجر (۱۰۱) مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للامام السیوطی (۱۰۲) افضل القری لقراء ام القری للامام ابن حجر (۱۰۳) شرح الشفا لعلی القاری (۱۰۴) نسیم الریاض للخفاجی (۱۰۵) حفنی شرح الہمزیہ (۱۰۶) مجمع البحار للفتنی (۱۰۷) فواتح الرحموت لبحر العلوم (۱۰۸) التقریر والتحریر فی الاصول للعلامۃ ابن امیر الحاج (۱۰۹) نہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر (۱۱۰) شرح تنقیح الفصول فی الاصول کلاہما للقرافی (۱۱۱) ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ للحافظ المحب الطبری۔

تذییل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی:

(۱۱۲) شرحِ عقائد نسفی (۱۱۳) شرح عقائد عضدی (۱۱۴) سیرت ابن ہشام (۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن (۱۱۶) میزان الاعتدال (۱۱۷) تقریب التہذیب (۱۱۸) تقریب امام نووی (۱۱۹) تدریب امام سیوطی (۱۲۰) مسلم الثبوت (۱۲۱) درمختار (۱۲۲) تاریخ الخلفاء (۱۲۳) تحفہ اثنا عشریہ (۱۲۴) صحیح ابن حبان (۱۲۵) القاب شیرازی (۱۲۶) استیعاب

ابوعلہ (۱۲۷) معرفۃ الصحابہ لابی نعیم (۱۲۸) مسند الفردوس دیلمی (۱۲۹) خادم الامام بدرالدین الزرکشی (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی

ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان اٰمین اٰمین الحمدللہ علی الاختتام ونسألہ حسن الختام۔ پہلے یہ سوال بدایوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجز رسالہ چند ورق کا لکھا اور اُس کا نام معتبر الطالب فی شیون ابی طالبؓ رکھا اب کہ دوبارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا تقاضا فرمایا حسبِ حالت راہنہ وفرصت حاضرہ شرح وبسط کافی کو کام میں لایا اور اُسے اُس اجمالِ اوّل کی شرح بنایا نیز شرح مطالب وتسکین طالب میں بحمد اللہ تعالیٰ حافل وکامل پایا لہٰذا شرح المطالب فی مبحث ابی طالبؓ ۱۳۱۶ اس کا نام رکھا اور یہی اِس کی تاریخ آغاز وانجام والحمد للہ ولی الانعام وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سیدنا محمد ھادی الانام وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الغر الکرام وعلینا بھم ولھم الیٰ یوم القیام اٰمین یاذاالجلال والاکرام واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں

فروغ اہلسنت کیلئے امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

1. عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں
2. طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں
3. مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں
4. طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
5. اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں
6. حمایتِ مذہب و ردِ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں
7. تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
8. شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
9. جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
10. آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ [illegible])